ہجرت 1356 ھش — مئی 1977ء

ایڈیٹر

حافظ مظفر احمد

الحاج حضرت حافظ حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاول رض

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم — فاستبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۲۴ شمارہ ۷

مئی ۱۹۷۷ء

ہجرت ہش ۱۳۵۶

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"
— (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
— (المصلح الموعودؓ)

ایڈیٹر
حافظ مظفر احمد

نائبین: بشارت احمد محمود، ملک خالد محمود، محمد الیاس منیر

قیمت فی پرچہ: ایک روپیہ • چندہ سالانہ: دس روپے

اداریہ:

"امن است در مقام محبت سرائے ما"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مندرجہ بالا الہام ۱۲ اپریل ۱۹۰۵ء میں ہوا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ ہمارے محبت بھرے مکان میں ہر طرح سے امن ہے۔

خدا تعالیٰ کے پیاروں اور ماموروں کے الہام وسیع المعنے اور کثیر المطالب ہوتے ہیں۔ اس الہام سے بھی تین معنے مراد لئے جا سکتے ہیں:

اوّل: مقام محبت سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا "روحانی گھر" ہے جس میں ساری جماعت احمدیہ شامل ہے۔ حضورؑ "کشتی نوح" میں الہام "اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار" کہ جو تیرے گھر کے اندر ہے میں اسے بچاؤں گا۔ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"وہ لوگ بھی جو میری پوری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں"

پس اس الہام کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا روحانی گھر ہر سچے احمدی کے لئے ملجا و مامن ثابت ہوگا۔ اور اس دار الامان میں داخل ہو جانے سے ہر احمدی کو سکھ، چین اور آرام نصیب ہوگا — چنانچہ آج دنیا ایٹم کی دریافت اور تسخیر قمر کے بعد بھی امن و سکون کی تلاش میں سرگرداں ہے — لیکن اس پُرفتن اور پُرآشوب دور میں جماعت احمدیہ، امن و سکون کی نعمت سے مالامال ہے اور اس کے افراد کو حقیقی ذہنی سکون اور اطمینانِ قلب حاصل ہے —

دوسرے مقام محبت سے مراد خلافت بھی لی جا سکتی ہے جو گروہ مومنین کے لئے متاع امن و سکون ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ —— وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ کہ اللہ تعالیٰ خلافت کی برکت سے مومنوں کے خوف و ہراس کو امن میں بدل دے گا —— آج جماعت احمدیہ پر خدا تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ وہ مادیت کی تیز اور شریار ہواؤں کے اس دور میں نظام خلافت سے وابستہ ہے ۔ اور دیگر بے شمار برکاتِ خلافت کے علاوہ امن و سکون کی برکت سے بھی متمتع ہو رہی ہے کہ خلافت جماعت کے لئے حصارِ امن ہے ۔ یہی امن زمانہ کا حصن حصین ہے لیکن دنیا اس سے بے خبر ہے ۔

تیسرے مقام محبت سے مراد اسلامی مراکز ہیں جو ہر دور میں یاجوج ماجوج کی یورشوں سے محفوظ رہے ۔ اور محفوظ رہیں گے انشاء اللہ!

اور ان کے تحت ظلی طور پر ہر زمانہ میں کچھ اور مقامات بھی دارالامن کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان میں مراکز سلسلہ بھی شامل ہیں جن کا دامن دنیا کے فتنوں ، ہنگاموں اور شورشوں سے پاک ہے ۔ کیونکہ اسلام نے ہمیں فتنہ و فساد سے بچنے کی تعلیم دی ہے ۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :۔

"اَلْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ" (البقرہ : ۲۱۶) "وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ" (الاعراف : ۵۵) "وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ؕ" (البقرہ : ۵۹) "وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ؕ" (البقرہ : ۲۰۵)

"فتنہ و فساد قتل سے بھی بڑا گناہ ہے ۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو ۔ اور مفسدین کر زمین میں فساد نہ کرو" ۔ اسلام نہ صرف فتنہ و فساد سے بچنے کی تعلیم دی بلکہ صلح و آشتی ، اخوت و مودت اور باہمی تعاون کا درس دیا فرمایا :۔ (۱) "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا" (آل عمران : ۱۰۳)

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ نہ کرو

(۲) "وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"

نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں باہم تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے معاملہ میں تعاون نہ کرو

(۳) "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ" (الحجرات : ۱۰)

مومن بھائی بھائی ہیں پس اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ ۔

اسی طرح ہمارے نبی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی امت مسلمہ کو فتنوں سے بچنے کی تلقین فرمائی اور خبر دیا کہ :۔

"تاریک رات کی طرح خوفناک اور بارش کی طرح کثرت سے فتنے ہوں گے لہٰذا اے مسلمانو! تم ان سے بچنا

(باقی صفحہ ۳۲ پر)

جناب ملک سیف الرحمٰن ربوہ

اسلامی نماز

اسلام میں نماز کی جو صورت متعین ہوئی ہے۔ اس سے بڑھ کر مقبول و متبوع صورت نہ تو کسی اور مذہب میں رائج ہے اور نہ ہی اس سے بہتر عقل میں آسکتی ہے یہ جامع اور رائج طریق ان تمام عمدہ اصولوں اور مسلّمہ خوبیوں اور فطری استعدادوں پر حاوی ہے جو دنیا کے اور مذاہب میں فرداً فرداً موجود ہیں اور نیاز مندی کے وہ تمام آداب شامل ہیں جو ذوالجلال معبود کے سامنے قوائے انسانی میں پیدا ہونے ممکن ہیں۔ اسی طرح وہ خاص کلمات جو نماز میں صرف زبان سے نہیں بلکہ دل سے بھی نکالے جاتے ہیں اور جس سے روحِ انسانی متاثر ہوتی ہے نماز کی بے نظیری کے کافی ثبوت ہیں۔

طریقِ نماز

جو شخص نماز پڑھنے لگے وہ پاک بدن اور پاک لباس کے ساتھ جس وقت کی نماز پڑھنا چاہتا ہے۔ اس کی دل میں نیت کرکے قبلہ رو کھڑا ہو جائے اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور ساتھ ہی "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" (اللہ سب سے بڑا ہے) کہے۔ اس تکبیر کو "تکبیر تحریمہ" کہتے ہیں۔ پھر اپنے ہاتھ سینے کے نچلے حصہ کے قریب اس طرح باندھے کہ دایاں ہاتھ اوپر ہو اور بایاں نیچے ہو۔ اس طرح کھڑے ہونے کو "قیام" کہتے ہیں۔ اس کے بعد ثناء پڑھے جو حسب ذیل ہے:-

"سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ
وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ
وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ"

یعنی۔ اے اللہ! میں تجھے سب نقائص سے پاک مانتا ہوں اور تیری حمد میں مشغول ہوں۔ برکت والا ہے تیرا نام اور بڑی ہے تیری شان اور نہیں ہے کوئی قابلِ پرستش تیرے سوا۔

پھر تعوذ "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" پڑھے یعنی میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں دھتکارے ہوئے

شیطان سے۔ (مراد یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے شیطانی حملوں سے محفوظ رکھے)

اس کے بعد تسمیہ سمیت سورۃ فاتحہ پڑھے۔ جو یہ ہے:۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○"

یعنی میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پڑھتا ہوں، جو بے انتہا کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تعریف و توصیف اور حمد و ثنا کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے جو تمام جہانوں کو پالنے والا۔ بے انتہا کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جو جزا و سزا کے دن کا مالک ہے (اے ان خوبیوں کے مالک خدا!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ تُو ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن پر نہ تیرا غضب نازل ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔

یہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد "آمین" کہی جائے جس کے معنی ہیں کہ اے اللہ! تو یہ دعا قبول فرما!

سورۃ فاتحہ کے ساتھ قرآن کریم کی کوئی سورۃ یا کم سے کم سورۃ کا اتنا حصہ جو تین چھوٹی آیات پر مشتمل ہو پڑھے مثلاً سورۃ کوثر ہے:۔

"اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○"

یقیناً ہم نے تجھے کوثر عطا کیا ہے سو تو اپنے رب کی عبادت کر اور اسی کی خاطر قربانیاں کر اور یقین رکھ کہ تیرا مخالف ہی نرینہ اولاد سے محروم ثابت ہوگا۔

اس کے بعد تکبیر یعنی "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور اس طرح جھکے کہ پیٹھ اور سر ہموار ایک سیدھ میں ہوں۔ دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھے رکوع میں کم از کم تین بار تسبیح "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" کہے۔ یعنی پاک ہے تمام نقائص سے میرا پروردگار عظیم قدرتوں والا۔ اور پھر تسمیع "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہتے ہوئے سیدھا کھڑا ہو جائے۔ یعنی سنتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کی جو اُس کی حمد و ثنا کرتا ہے۔ اس دوران ہاتھ سیدھے چھوڑ دے پھر تحمید "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ" پڑھے۔ یعنی اے ہمارے رب تیرے لئے حمد و ثنا ہے۔ بہت حمد و ثنا، پاکیزہ تر، اس میں برکت ہی برکت ہے۔ پھر "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے ہوئے اس طرح سجدہ کرے کہ گھٹنے ہاتھ، ناک اور پیشانی زمین پر رکھ دے۔ سجدہ میں تین بار تسبیح "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" کہے۔ یعنی پاک

ہے تمام نقائص سے میرا پروردگار بلند شان والا، اس کے
بعد "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتے ہوئے بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے
اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور اس پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ
ہوں۔ ہاتھ گھٹنوں پر رکھے اور دعائے جلسہ پڑھے:۔

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَ
اھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَ
اجْبُرْنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔"

یعنی اے میرے خدا! میرے گناہ بخش اور مجھ
پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے
خیریت سے رکھ اور مجھے بلندی بخش اور
میرے نقصان کی تلافی فرما اور مجھے رزق دے

پھر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے دوسرا سجدہ کرے اور اس میں بھی
کم از کم تین بار تسبیح "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کہے اور
اس طرح اس کی ایک رکعت ہوگی۔ اس کے بعد "اللہ اکبر" کہتے
ہوئے دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور پہلے کی
طرح دوسری رکعت مکمل کرے یعنی ہاتھ باندھ کر تسمیہ سمیت
سورۃ فاتحہ پڑھے۔ اس کے بعد قرآن کریم کا کوئی حصہ پڑھے
مثلاً سورۃ اخلاص:۔

"قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ
الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ
یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ
کُفُوًا اَحَدٌ ۝"

ترجمہ: تو کہہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اکیلا ہے
اللہ کے سب محتاج ہیں۔ نہ اس نے کسی کو
جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے اور (اس
کی صفات میں) کوئی بھی اس کا شریک کار نہیں۔

اس کے بعد "اللہ اکبر" کہتے ہوئے پہلے کی طرح رکوع اور سجود
کرے۔ اس طرح یہ اس کی دوسری رکعت مکمل ہو گئی۔ پھر
"اللہ اکبر" کہتے ہوئے اسی طرح بیٹھ جائے جس طرح سجدہ کرنے
کے بعد بیٹھا تھا۔ پھر اسی طرح بیٹھے بیٹھے تشہد پڑھے جو یہ ہے:۔

"اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَ
الطَّیِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا
النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ
الصّٰلِحِیْنَ ؕ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ؕ"

یعنی تمام زبانی، بدنی اور مالی عبادتیں صرف
اللہ تعالیٰ کے حضور بجا لائی جا سکتی ہیں (اے
پاکیزہ تعلیم دینے والے) اے نبی! تجھ پر
سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس
کی برکات ہوں (اور یہ اعلیٰ تعلیم قبول کرنے
کی وجہ سے) ہم پر بھی اور اللہ تعالیٰ کے نیک
بندوں پر بھی سلامتی ہو۔ میں شہادت دیتا
ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور قابل
پرستش نہیں۔ اور اس پر بھی شہادت دیتا
ہوں کہ محمد اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے
(اس کے ذریعہ سے ہی یہ اعلیٰ تعلیم ہم تک
پہنچی ہے)

اگر نماز صرف دو رکعت کی ہے تو یہ اس کا آخری قعدہ

ہوگا۔ اس لئے تشہد کے بعد درود شریف پڑھے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ
مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ
عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

ترجمہ: اے میرے خدا! تو اپنے خاص فضل نازل فرما محمدؐ اور آلِ محمدؐ یعنی آپ سے قریبی تعلق رکھنے والوں پر جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر خاص فضل فرمایا۔ یقیناً تو بے انتہا خوبیوں والا اور بڑی شان والا ہے۔ اے میرے خدا! تو برکت نازل فرما محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر برکتیں نازل کیں یقیناً تو بے انتہا خوبیوں والا بڑی شان والا ہے۔

پھر حسبِ پسندہ دعائیں کرے۔ مثلاً:۔

"رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَ
مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ
رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ
یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ"

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز کی پابندی کرنے والا بنا اور اے ہمارے رب قبول فرما میری دعا۔ اے ہمارے رب بخش دے مجھے اور میرے والدین کو اور تمام مومنوں کو محاسبہ کے دن۔

اس کے بعد دائیں طرف منہ پھیرتے ہوئے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ" یعنی (سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت تم پر نازل ہو" اسی طرح بائیں طرف منہ پھیرتے ہوئے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ" کہے۔

اگر نماز تین یا چار رکعت کی ہے تو یہ نماز پڑھنے والے کا درمیانی قعدہ ہوگا۔ اس لئے تشہد پڑھنے کے بعد "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتے ہوئے کھڑا ہو جائے اور پہلے کی طرح جتنی رکعتوں کی نماز ہو اس کے مطابق تین چار رکعتیں پڑھے۔ اگر یہ فرض نماز ہے تو تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورۃ یا قرآن کریم کا کوئی حصہ نہ پڑھے بلکہ سورۃ فاتحہ کے بعد ہی رکوع میں چلا جائے اور اگر فرض نماز نہیں بلکہ سنت یا وتر یا نفل ہے تو پھر تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کا کوئی اور حصہ پڑھنا ضروری ہوگا۔

غرض اسی طرح بقیہ رکعتیں پوری کر کے بیٹھ جائے اور تشہد کے بعد درود شریف اور حسبِ منشاء کوئی مسنون دعا پڑھ کر دونوں طرف منہ پھیرتے ہوئے یعنی "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ" کہے۔ نماز سے فارغ ہو کر تسبیح و تحمید کرنا، کچھ دیر تک ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنا، مختلف دعائیں مانگنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے۔

جو شخص بیمار ہے اور کھڑا نہیں ہو سکتا وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اگر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر پڑھے اور اگر رکوع اور سجدہ نہیں کر سکتا تو اشارہ سے رکوع و سجدہ کرے یعنی

سر کو جھکائے اور کچھ جنبش دے۔ اسی طرح اگر ریل گاڑی یا بس وغیرہ کی سواری پر سفر کر رہا ہے اور کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اور نہ ہی سواری کو ٹھہرا کر اتر کر نماز پڑھ سکتا ہے، تو اس صورت میں بھی بیٹھے بیٹھے نماز پڑھے۔ اس عذر کی صورت میں قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری نہیں ہو گا۔

فتاویٰ

نماز میں ہاتھ باندھنا۔ اگرچہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہیں اور دست بستہ کھڑا ہونا قانون فطرت کے رو سے بھی بندگی کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے لیکن اگر کوئی ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے۔ مالکی بھی شیعوں کی طرح ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ مسنون وہی طریق ہے جو اوپر بیان ہوا ہے (فتاویٰ مسیح موعودؑ صفحہ ۴۶)

نماز میں ہاتھ باندھنے کے بارے میں امام مالکؒ اپنی مشہور کتاب مؤطا میں یہ روایت بیان کرتے ہیں:۔

"عن عبد الکریم بن ابی المخارق البصری انہ قال من کلام النبوۃ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت و وضع الیدین احدھما علی الاخریٰ فی الصلوٰۃ الیمنیٰ علی الیسریٰ"

(مؤطا امام مالک باب "وضع الیدین احداھما علی الاخریٰ فی الصلوٰۃ" صفحہ ۵۵)

یعنی انبیاء کی یہ تعلیم ہے کہ اگر تجھے حیا نہیں تو جو چاہے کر اور دوسرے نماز میں ایک ہاتھ کا دوسرے ہاتھ پر رکھنا یعنی دایاں بائیں پر۔

بخاری کی روایت ہے:۔

"عن سھل بن سعدؓ الساعدی قد کان الناس یؤمرون ان یضع الرجل الید الیمنیٰ علی ذراعہ الیسریٰ فی الصلوٰۃ"

(بخاری۔ کتاب الاذان۔ باب وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ صفحہ ۱۰۲۔ جلد اوّل)

یعنی سہل بن ساعدی سے روایت ہے کہ لوگوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ ہر شخص نماز میں دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر رکھے۔

سوال: نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریق کیا ہے؟

جواب: ہاتھ باندھنے کا اصل اور صحیح طریق یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کے پنجے کے قریب سے کلائی پکڑے اور دائیں ہاتھ کی باقی تین انگلیاں ایسے رُخ بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھے۔ ("بہار شریعت" صفحہ ۲۳/۳)

سو اس کے خلاف بلا وجہ کرتے ہیں یعنی کہنیوں کو بلا عذر پکڑ لیتے ہیں۔ وہ غلطی کرتے ہیں اور لاپرواہی سے کام لیتے ہیں اس سے بچنا چاہیئے۔

سوال: اہل حدیث کا کہنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عثمانؓ، آخر تک نماز میں رفع یدین کرتے رہے۔ اس بارہ میں جماعت احمدیہ کا کیا مسلک ہے؟

جواب: نماز میں کس کس جگہ ہاتھ اٹھائے جائیں اس بارہ

میں اختلاف ہے۔ نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانے
یعنی رفع یدین کرنے کے بارہ میں تو تمام علماء کا اتفاق
ہے اور صحیح احادیث میں اس کا ذکر موجود ہے۔ لیکن
اس کے علاوہ مندرجہ ذیل جگہوں میں اختلاف ہے۔
رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے ہوئے، سجدہ
میں جاتے ہوئے، سجدہ سے اٹھتے ہوئے، سجدہ کے
بعد دوسری رکعت کے لئے اٹھتے ہوئے۔ تشہد اول
سے اٹھتے ہوئے۔ آخری تشہد کے بعد سلام کے وقت
غرض تکبیر تحریمہ کے علاوہ باقی سات جگہوں کے بارہ
میں مختلف احادیث میں ذکر آیا ہے۔ جس میں سے
چند یہ ہیں:۔

(۱) "عن مالك بن حويرث انه رأى
النبي صلى الله عليه وسلم يرفع
يديه في صلٰوته اذا ركع واذا
رفع رأسه من الركوع واذا سجد
واذا رفع رأسه من السجود" (نسائی)

یعنی مالک بن حویرث کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب رکوع
میں جاتے۔ جب رکوع سے اٹھتے، جب
سجدہ میں جاتے۔ جب سجدہ سے اٹھتے تو
ہر موقع پر رفع یدین کرتے۔

اسی مفہوم کی احادیث ترمذی اور ابوداؤد میں بھی مختصراً
آئی ہیں:۔

(۲) حضرت امام بخاریؒ نے اپنے رسالہ رفع یدین میں
ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت تشہد اول
سے اٹھتے ہوئے رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ اسی
طرح ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تشہد کے بعد سلام پھیرتے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔

اس قسم کی تمام احادیث کے باوجود اکثر اہلحدیث
صرف تین مواقع پر رفع یدین کو تسلیم کرتے ہیں یعنی
تکبیر تحریمہ کے وقت، رکوع میں جاتے ہوئے اور
رکوع سے سیدھا کھڑا ہوتے پر۔ انہوں نے باقی
احادیث کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اس کے بالمقابل بعض
اور ائمہ نے جن میں امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ بھی
شامل ہیں۔ صرف شروع میں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع
یدین کو ضروری مانا ہے اور باقی جگہوں میں ہاتھ اٹھانے
سے منع کیا ہے۔ ان ائمہ کا استدلال مندرجہ ذیل
روایات سے ہے:۔

(۱) "قال عبد الله بن مسعودؓ الا اصلي
بكم صلٰوة رسول الله صلى الله عليه
وسلم فصلى ولم يرفع يديه الا
اوّل مرّة"

یعنی مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ
نے ایک بار کہا۔ کیا میں تمہیں نماز پڑھا کر نہ
بتاؤں کہ آنحضرتؐ کس طرح نماز پڑھا کرتے
تھے چنانچہ آپؓ نے اس کے مطابق نماز پڑھائی
اور اس میں صرف ایک بار (تکبیر تحریمہ کے
موقع پر) ہاتھ اٹھائے۔

یہ حدیث ترمذی نے بیان کی ہے۔ جو صحاح ستہ
میں شامل ہے۔ اسی طرح ابوداؤد اور نسائی نے بھی اسے

روایت کیا ہے۔

(۲) "عن ابن مسعودؓ ان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کان لا یرفع یدیہ الا عند افتتاح الصلوٰۃ ولا یعود شیئاً من ذالک۔" (مسند امام ابوحنیفہؒ)

یعنی ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ تکبیر تحریمہ کے سوا نماز کے کسی اور حصہ میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

(۳) "عن ابن مسعودؓ قال صلّیت مع رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وابی بکر وعمر فلم یرفعوا ایدیھم الا عند استفتاح الصلوٰۃ۔" (بیہقی)

یعنی حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پیچھے نمازیں پڑھیں تکبیر تحریمہ کے علاوہ یہ کسی موقع پر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(۴) ابو اسحاق روایت کرتے ہیں۔

"کان اصحاب عبد اللہ واصحاب علیؓ لا یرفعون ایدیھم الا فی افتتاح الصلوٰۃ"

یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کے ساتھی تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز کے کسی اور حصہ میں ہاتھ نہیں اٹھایا کرتے تھے۔

(۵) "قال النیموی الصحابۃ رضی اللہ عنھم ومن بعدھم مختلفون فی ھذا الباب واما الخلفآء الاربعۃ فلم یثبت عنھم رفع الایدی فی غیر تکبیرۃ الاحرام"

یعنی علامہ نیموی لکھتے ہیں کہ صحابہ رفع یدین کے بارے میں مختلف الرائے تھے۔ البتہ خلفائے اربعہ کے بارہ میں کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں کہ وہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ بھی رفع یدین کرتے تھے۔

(۶) "عن ابن عباس انہ قال العشرۃ الذین شھد لھم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بالجنّۃ ماکانوا یرفعون ایدیھم الا فی افتتاح الصلوٰۃ۔"

یعنی حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ عشرہ مبشرہ میں سے کوئی بھی تکبیر تحریمہ کے موقعہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتا تھا۔

ان روایات سے ظاہر ہے کہ اس بارہ میں شروع سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ بعض روایات سے تکبیر تحریمہ کے علاوہ بھی رفع یدین ثابت ہے اور بعض سے اس کی تردید ثابت ہوتی ہے۔ پھر جو دوسرے مواقع پر رفع یدین کے قائل ہیں۔ وہ بھی ساری احادیث پر عمل نہیں کرتے، بعض پر ان کا عمل ہے اور بعض کو انھوں نے متروک العمل پایا ہے۔ ایسے حالات میں فقہ کے اوّلین ائمہ مثلاً امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام

دارالہجرت مالکؒ امام ثوریؒ کی رائے کو خاص اہمیت حاصل ہونی چاہیئے کیونکہ انہوں نے صحابہ کے قریب کا زمانہ پایا۔ خصوصاً امام مالکؒ تو مدینہ کے رہنے والے تھے اور اہل مدینہ کا دستور العمل جو صحابہ کے کتنے قریب کا دور تھا ان کے سامنے تھا۔

یہ سب جب عملاً رفع یدین کے اس رنگ میں قائل نہیں تو اس کا صاف مطلب ہے کہ اس بارہ میں ضرور کوئی تبدیلی واقع ہوئی ہے اور ترک رفع یدین کی روایات بے بنیاد نہیں ہیں۔

مالکیوں کی فقہ کی مشہور کتاب "مدونۃ الکبریٰ" میں لکھا ہے۔

"قال مالک لا اعرف رفع الیدین
فی شیء من تکبیر الصلوٰۃ لا فی
خفض ولا فی رفع الا فی افتتاح
الصلوٰۃ۔" (اوجز المسالک شرح موطا
امام مالک صفحہ ۲۰۲)

یعنی امام مالکؒ کہتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز کے کسی اور حصہ میں رفع یدین کے بارے میں میرا کوئی مشاہدہ نہیں ہے۔

گویا آپؒ کے زمانہ میں اہالیان مدینہ میں اس طرح رفع یدین کا دستور نہ تھا۔ پس مذکورہ تصریحات کی روشنی میں یہ کہنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ پہلی مرتبہ کے علاوہ دوسرے مواقع پر رفع یدین نہ کرنے والے تارک السنت ہیں۔

اس زمانہ کے حکم و عدل سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اس نزاع کا یوں ختم فرمایا کہ دونوں فریق نے اس بارہ میں شدت اختیار کی ہے اور جو لوگ رفع یدین کے قائل نہیں ہیں ان کی روایات کو وضعیت اور بے بنیاد قرار دینا بھی قرین انصاف نہیں۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

"اس میں (یعنی رفع یدین میں) چنداں حرج
نہیں۔ خواہ کوئی کرے یا نہ کرے۔ احادیث
میں بھی اس کا ذکر دونوں طرح پر ہے۔ معلوم
ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کسی وقت رفع یدین کیا۔ بعد ازاں ترک کر دیا"
(بدر۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

ایک اور موقع پر فرمایا:۔

"ضروری نہیں اور جو کرے تو جائز ہے۔"

سوال: نماز میں دو سجدے اور ایک رکوع کیوں کرتے ہیں؟

جواب: آپ کے استفسار کا اصلی جواب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی حکم دیا ہے اور فروعی احکام کی حکمتوں کے معلوم کرنے کے ہم مکلف نہیں۔ اس کی بالکل ایسی ہی مثال ہے جیسے ایک شخص کی قابلیت اور اس کی صلاحیت اور اس کی عظمت بدلائل قاطعہ ثابت ہو چکی ہو اور لوگوں نے اسے اپنا امام تسلیم کر لیا ہو۔ اب اگر یہ لوگ ایسے شخص کے کسی اقدام کی حکمت کو نہ سمجھ سکیں تو اس کے یہ معنی نہیں ہوں گے کہ وہ اقدام حکمت سے خالی ہے۔ بلکہ اس پر یہ عام قاعدہ ہی چسپاں ہوگا کہ:۔

"فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمۃ"

حکیم و دانا کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا

تاہم اس اصل جواب کے بعد خاص مستفسر کے لئے یہ حکمت ظاہر ہے کہ رکوع محبوب و معبود کے سامنے

آنے کی تعظیم میں ہے اور پہلا سجدہ انتہائی قرب کے
مقام میں پہنچ کر قدم بوسی کے قائمقام ہے اور دوسرا
سجدہ اسی قرب کے مقام سے جدا ہوتے ہوئے واپسی
کی کورنش ہے۔ جیسے انسان محبوب بادشاہ کے دربار
میں جانے پر بھی قدم بوسی کرتا ہے اور وہاں سے رخصت
کے وقت بھی قدم بوسی کر کے واپس ہوتا ہے پھر
حالت سجدہ ایک انتہائی قرب کا مقام ہے جیسا کہ
حدیثوں میں آتا ہے کہ:-

" اقرب ما یکون العبد من ربّہ
اذا کان ساجدًا "

اور ظاہر ہے کہ جب انسان اپنے محبوب کے قریب
ہو جاتا ہے تو بار بار والہانہ انداز میں اس کے آستانہ پر
جبیں سائی کرتا ہے۔ (واللّٰہ اعلم بالصّواب)

سوال: اگر بیٹھ کر نماز پڑھی جائے تو رکوع کی صحیح
صورت کیا ہوگی؟

جواب: اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھے تو سر اور
پیٹھ کو کسی قدر آگے کی طرف جھکا دینے سے رکوع ادا
ہو جائے گا۔ لیکن بہتر صورت یہی ہے کہ اس قدر آگے
جھکے کہ وہ فاصلہ جو بیٹھنے کی حالت میں پیشانی اور
سجدہ گاہ کے درمیان ہے آدھا رہ جائے۔ بعض
فقہاء کے نزدیک اسقدر جھکنا چاہیئے کہ پیشانی
گھٹنوں کے برابر ہو جائے۔ رکوع کے متعلق جو
احادیث اور اقوال فقہاء کی مختلف کتب میں درج
ہیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

(۱) " انّ النبی علیہ السلام کان اذا
رکع لبسط ظھرہ " (ابن ماجہ)

کہ۔ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم جب رکوع
فرماتے تو پیٹھ سیدھی کر دیتے۔

(۲) "ان النبی علیہ السلام کان اذا
رکع لا یصوب راسہ ولا یقنعہ" (ترمذی)

نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم جب رکوع فرماتے
تو اپنا سر نہ نیچے جھکاتے اور نہ سر اوپر اٹھاتے

(۳) "وفی حدیث انہ علیہ السلام
قال لانس اذا رکعت فضع یدیک
علی رکبتیک وفرّج بین اصابعک"
(طبرانی بحوالہ فتح القدیر)

اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام
نے انس رض سے فرمایا کہ جب تم رکوع کرو تو
اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھو اور اپنی
انگلیوں کو کھلا رکھو۔

سوال: نماز کے بعد دائیں یا بائیں طرف رخ کرنے میں
آنحضرت کا کیا طریق تھا؟

جواب: حدیث میں آتا ہے:-

"کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
یؤمّنا فینصرف علی جانبیہ جمیعًا
علی یمینہ وعلی شمالہ" (ترمذی ...)

یعنی آنحضرت نماز کے بعد اپنا رخ انور لوگوں
کی طرف کر کے بیٹھتے تھے۔ دائیں یا بائیں [illegible]
[illegible]
[illegible]

دائیں طرف سے ہی مڑتے تھے جیسا کہ مسلم کی روایت ہے۔

"اکثر ما رأیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ینصرف علی یمینہ"

(نیل الاوطار ۳۰۱/۲)

کہ اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا آپ دائیں طرف سے ہی اُٹھتے تھے۔

علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ حسب ضرورت جدھر سے چاہے منہ پھیر سکتا ہے لیکن اگر کوئی خاص ضرورت نہ ہو تو پھر دائیں طرف سے مُڑنا بہرحال بہتر ہے۔

"لعموم الاحادیث المصرحۃ بفضل التیامن" (۱۰۶/۴)

کیونکہ اکثر صریح احادیث میں دائیں کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

••

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو جماعت احمدیہ میں نظامِ خلافت کی بنیاد رکھی گئی۔ یومِ خلافت کی مناسبت سے یہ مضمون ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے (ادارہ)

جناب مولینا دوست محمد شاہد ربوہ

ایک حدیثِ قدسی

حدیثِ قدسی ہے:

"لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ"

یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر آپ نہ ہوتے تو میں یہ افلاک بھی پیدا نہ کرتا۔

حضرت مصلح موعودؓ کے ایک الہامی قطعہ میں تخلیقِ کائنات کے اس بنیادی نکتہ کو کیا پُرکیف اور وجد آفریں الفاظ میں نمایاں کیا گیا ہے:-

"میں آپ سے کہتا ہوں کہ اے حضرت لولاکؐ
ہوتے نہ اگر آپ تو بنتے نہ یہ افلاک
جو آپؐ کی خاطر ہے بنا۔ آپؐ کی شے ہے
میرا تو نہیں کچھ بھی، یہ ہیں آپ کے املاک"

آنحضرتؐ کا شہ لولاک ہونا سورہ نجم سے بھی ثابت ہے کیونکہ اس میں آپ کو "قَابَ قَوْسَيْنِ" کا بلند وارفع مقام عطا کیا گیا ہے جو آپ کے مقصودِ عالم اور دائرۂ انسانیت کے نقطۂ مرکزیہ ہونے پر ربّانی شہادت ہے۔

اہم سوال

مگر سوال یہ ہے کہ جب ہمارے آقا آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت و سیادت خدا کی ازلی تقدیروں میں تھی اور اسی کی منادی اور خوشخبری اور تیاری کے لئے انبیاءِ امم کا ظہور ہوا اور اب دنیا کی نجات آپ ہی کے دامن سے وابستہ ہے تو پھر تیرہ صدیوں کے گزرنے کے باوجود اور کفر و اسلام کے بے شمار معرکوں اور فرزندانِ اسلام کی عرب سے سپین اور بغداد سے میسور تک لاتعداد قربانیاں پیش کرنے کے باوجود ساری دنیا ابھی تک کیوں آنحضرتؐ کے جھنڈے تلے جمع نہیں ہو سکی؟ کیوں دنیا کے تین چوتھائی حصہ پر غیر مسلم طاقتیں مسلّط ہیں؟ اور کیوں آپؐ کے نام لیوا مصائب و آلام میں گھرے ہوئے ہیں؟ یہ تاریک دور کب اور کیسے ختم ہوگا؟

آیت استخلاف میں جواب

اس اہم اور طبعی سوال کا مکمل جواب ہمیں سورۂ نور کی آیت استخلاف سے ملتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں نہایت لطیف پیرایہ میں بتایا گیا ہے کہ اسلام کا عالمگیر غلبہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی ازلی سنت کے مطابق ہو گا جو آسمانی سلسلوں میں زمانۂ آدمؑ سے جاری ہے اور جس کا دوسرا نام قرآنی اصطلاح میں خلافت ہے۔ اس آیت میں قبل از وقت یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ اس نظام کے معرض وجود میں آنے سے قبل مومنوں اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں کی ایک جماعت پیدا ہو گی۔ اس وقت پورا عالم اسلام نہایت درجہ پُر خطر حالات سے دوچار ہو گا۔ دین حق کا حقیقی چہرہ اوجھل ہو چکا ہو گا اور خدا کی عبادت اور اس کی توحید خالص کا نام و نشان تک باقی نہ رہے گا مگر اس نظام کی برکت سے بالآخر دنیا کا نقشہ بدل جائے گا اور دین کو بے نظیر تمکنت نصیب ہو گی۔ چنانچہ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے:-

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْــــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝" (نور: ۵۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دیگا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دیگا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں کریں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں سے قرار دیئے جائیں گے۔

لفظ "کما" حقائق و معارف کا سمندر

اس آیت کا ایک ایک لفظ اپنے اندر سینکڑوں مضامین معرفت رکھتا ہے خصوصاً لفظ "کَمَا" تو حقائق و معارف کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ اس لفظ میں ایک تو یہ واضح اشارہ ہے کہ گزشتہ امتوں کا کوئی خلیفہ خواہ موسیٰؑ ہو یا عیسیٰؑ۔ اس امت میں نہیں آئے گا۔ البتہ پہلے تمام خلفاء کے مثیل اور بروز ضرور ظاہر ہوں گے۔ دوسرے یہ خبر دی گئی ہے کہ پہلے خلفاء میں نبی بھی تھے اور غیر نبی بھی، حاکم بھی تھے اور غیر حاکم بھی، جلالی رنگ بھی رکھتے تھے اور صاحب جمال بھی تھے بعینہٖ اسی طرح امت محمدیہ میں ہو گا۔ اس سلسلہ میں تیسرا سب سے نمایاں پہلو۔ لفظ "کَمَا" کی صورت میں ہمارے سامنے آتا ہے جو بطور تفسیر سورۃ مزمل کی

آیت نمبر ۶ میں مذکور ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیلِ موسیٰ قرار دیا گیا ہے:۔

"اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا ...
... کَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ
رَسُوْلًا"

اس مماثلت میں واضح طور پر پیشگوئی کی گئی ہے کہ جس طرح سلسلہ موسوی، اس نظامِ خلافت کے نتیجہ میں بامِ عروج تک پہنچا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہونے والے مسیح موسوی کے ذریعہ قائم ہوا اسی طرح سلسلہ محمدیؐ کی عالمگیر عظمت و رفعت بھی نظامِ خلافت ہی سے وابستہ کی گئی ہے جو چودھویں صدی میں مبعوث ہونے والے مسیح محمدیؐ کی آمد پر معرضِ وجود میں آئے گا۔ یہی وہ آسمانی نظام ہے جس کے نتیجہ میں دنیا کے چپے چپے پر حقیقی معنوں میں نظامِ مصطفےٰ قائم ہوگا۔ اس وقت دنیا میں صرف ۳/۱ حصہ مسلمان نہیں ہوں گے بلکہ جس طرح سمندر پانی سے بھرے ہوتے ہیں اسی طرح پوری دنیا عشاقِ مصطفےٰ سے بھر جائے گی۔ تب سب اقوامِ عالم اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گی کہ یہ کارخانۂ عالم خدا تعالیٰ کے ایک خاص منصوبہ کے ساتھ عالمِ ظہور میں آیا ہے اور وہ منصوبہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے ازلی ابدی قانون کی ہر دل پر تنفیذ ہے۔

نظامِ مصطفےٰ کا عالمی نفاذ چار ادوار میں

آیت استخلاف میں تمکینِ دین کی جو بشارت دی گئی ہے سورۃ فتح کی آخری آیات میں نہ صرف اس کی نہایت ایمان افروز اور روح پرور جھلک ملتی ہے بلکہ یہ صداقت بھی آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو کر سامنے آتی ہے کہ نظامِ خلافت کی بنیاد پڑتے ہی دنیا کا نقشہ نہیں بدل جائیگا بلکہ اس کی تاثیرات و برکات کے انوار آہستہ آہستہ قلوب پر اثر انداز ہوں گے اور یہ بیج جو مسیح محمدیؐ کے ہاتھوں لگایا جائیگا تدریجی طور پر چار ادوار میں ۔ کامل نشوونما پانے کے بعد ایک تناور درخت بن جائے گا جس کے نیچے دنیا بھر کی اسلامی بادشاہتیں بسیرا کریں گی۔ جیسا کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"دنیا میں سچائی اول چھوٹے سے تخم کی طرح آتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان درخت بن جاتا ہے جو پھل اور پھول لاتا ہے اور حق جوئی کے پرندے اس میں آرام کرتے ہیں" (اشتہار ۵ مارچ ۱۹۰۲ء)

حضرت مصلح موعودؓ کا تاکیدی ارشاد

نظامِ خلافت کی اسی بین الاقوامی شان اور عالمگیر اہمیت کے پیش نظر حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۹ء کو دنیا بھر کے احمدیوں سے یہ عہد لیا کہ وہ ہمیشہ ہی اس کی حفاظت و استحکام کے لئے ہر نوع کی قربانیاں پیش کرتے رہیں گے۔ نیز تاکیدی ارشاد فرمایا کہ:۔

"یہ عہد ... متواتر چار صدیوں بلکہ چار ہزار سال تک جماعت کے نوجوانوں سے لیتے چلے جائیں ... یہاں تک کہ ... اسلام اتنی ترقی کرے کہ دنیا کے چپہ چپہ پر پھیل جائے" (مشعل راہ طبع سوم صفحہ ۹۱۳)

غزل

جناب عبدالکریم قدسی

رہِ وفا میں ذرا احتیاط دیوانے
چراغِ ہوش بجھا دیں نہ غم کے پروانے

شمار کرتا تو روحِ حیات مر جاتی
جو زخم مجھ کو لگائے ہیں ساری دُنیا نے

ہزار عیب پہ بھاری ہے ایک یہ خوبی
خزاں زدہ ہوں زمانہ مگر ہرا جانے

سکوں شکن ہے کچھ ایسی ہوائے ماتم کی
حرم کدے بھی ہیں ویراں، اُداس میخانے

ہر ایک لمحہ مسلّط ہے ممتحن کی طرح
ہر ایک شخص سے چاہے لہو کے نذرانے

ہر ایک لفظ حکایاتِ خونچکاں قدسی
ہر ایک سطر میں پنہاں ہزار افسانے

○

تحقیقی مقالہ

"ناگ حمادی" صحائف اور حضرت مسیح علیہ السلام

رسالہ "ٹائم" کے تبصرہ پر ایک نظر

جناب شیخ عبدالقادر۔ محقق ـــ لاہور

آج سے ۳۲ سال پہلے کی بات ہے۔ بالائی نیل کے ایک قصبہ میں کسان اپنے کھیتوں کے لئے کھاد جمع کر رہے تھے۔ پہاڑ کے قریب سے ایک قبر کھل گئی اور ایک مدفون مٹکا برآمد ہوا۔ اسے کھولا گیا تو اس میں سے چوتھی صدی کے "بارہ قبطی نوشتے" ملے جو کہ "پیپرس" پر لکھے ہوئے تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ نوشتے دراصل باون کتابوں کے متن پر مشتمل ہیں۔ یہ صحیفے شروع میں یونانی میں تھے۔ قرونِ اولیٰ میں ان کو قبطی زبان میں منتقل کیا گیا۔ جو کہ مصر کی زبان تھی۔ ان نوشتوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ۱۱۴۔ اقوال، عبرانی نسل کے عیسائیوں کی تعلیمات اور مصر کے باطنی مکتبِ فکر کے صحیفے شامل ہیں۔ ان کے گہرے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی عقائد کس طرح ارتقاء پذیر ہوئے ہیں۔

ابتدائی صحیفوں میں لکھا ہے کہ:—

"حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت کا عقیدہ باطل ہے، انھیں صلیب دیا گیا۔ رحم خداوندی نازل ہوا اور وہ صلیبی موت سے بچا لئے گئے۔"

صلیب کے بعد حضرت مسیحؑ کے اقوال و تعلیمات کے بیان میں لکھا ہے کہ:—

"صلیب کے ۵۵۰ دن بعد تک حضرت مسیحؑ اپنے بعض شاگردوں کو ملتے اور ان کو تعلیم دیتے رہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے بھائی یعقوب کو امیر مقرر کیا اور خود حواریوں سے جدا ہو گئے اور ان کو چھوڑ کر کہیں دور چلے گئے۔"

بعد کے صحیفوں میں ارتقاء پذیر عقائد کا ذکر ہے۔ ابتدائی صحیفوں کی کچھ تفصیل ملاحظہ ہو۔

پہلے صحیفہ کا نام "انجیل توما" ہے۔ اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ۱۱۴۔ اقوال ہیں۔ ان میں سے بیشتر واقعہ صلیب کے بعد کہے ہیں۔ "توما" حواری نے یہ اقوال زریں جمع کئے۔ ان کے شروع میں ہے کہ "زندہ مسیحؑ" کے یہ اقوال ہیں۔

گویا حادثہ صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام زندہ موجود
تھے۔ اس صحیفے کا نام "انجیل توما" ہے۔ اس صحیفہ میں حضرت
مسیح کی ہجرت کا ذکر ہے۔

ثانیاً ایک صحیفہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری "فلپ"
کے نام سے منسوب ہے لکھا ہے کہ یہ عبرانی نسل کے عیسائیوں
کی تعلیمات کا مرقع ہے۔ اس صحیفہ میں ہے کہ صلیبی موت کا
عقیدہ ایک غلطی ہے۔

ثالثاً ایک صحیفہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری یعقوب
کے نام سے منسوب ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ صلیب کے بعد
۵۵۰ دن تک حضرت مسیح حواریوں کو ملتے رہے۔

یہ ہے ابتدائی عیسائیوں کا بنیادی لٹریچر۔ اس
کے علاوہ باطنی فرقہ کے دور متاخر کا لٹریچر ہے۔ باطنی فرقہ
کے عقائد میں بہت کچھ ارتقاء اور رد و بدل ہوا۔ یہ حصہ
آئینہ دار ہے ان کے عقائد اور ارتقاء عقیدہ کا۔ کلیسیا نے
باطنی فرقہ کو ملحد اور گمراہ قرار دے دیا۔ ان کے نوشتوں کو
جہاں پاتے آگ میں جھونک دیتے۔ اس دور تعذیب میں
باطنی فرقہ نے اپنے صحائف قبرستانوں میں دفن کر دیئے اور
ان کو ضائع ہونے سے بچا لیا۔

مصر کے آثار سے ملنے والا لٹریچر پہلی چند صدیوں
کے علم کلام سے تعلق رکھتا ہے۔

میں ذکر کر چکا ہوں کہ مصر میں ۱۹۴۵ء میں "نجع
حمادی" گاؤں میں پہاڑ کے قرب سے اتفاقاً ایک پہاڑی
قبر کھل گئی۔ اس میں سے ایک مٹکا برآمد ہوا جس میں ۵۲
صحیفے بارہ طوماروں کی صورت میں بند تھے یہ مصر کی قبطی
زبان میں تھے ان میں (i) انجیل توما (ii) انجیل فلپ،
(iii) مکتوب یعقوب نامی صحائف شامل ہیں۔

کل ۵۲ صحیفے قاہرہ کے عجائب خانہ میں محفوظ
ہیں۔ متذکرہ بالا تین صحیفے قبل ازیں شائع ہو چکے ہیں
۱۹۷۰ء میں یونیسکو UNESCO کے تعاون سے باقی
نوشتوں پر کام شروع ہوا۔ ۱۱۹۱ اوراق کو ترتیب
دیا گیا۔ ان کا انگریزی ترجمہ مکمل ہو گیا ہے۔ ۹ جون ۱۹۷۵ء
کے رسالہ "ٹائم" میں ایک مضمون شائع ہوا ہے اس میں لکھا
ہے کہ یہ باطنی عیسائیوں کا لٹریچر ہے۔ چوتھی صدی تک
کے نوشتے اس میں شامل ہیں۔

کچھ بنیادی صحیفے ہیں۔ کچھ بعد کے یہ نوشتے قبطی
زبان میں ہیں۔ عیسائیوں کا ابتدائی لٹریچر جب قبطی میں
ڈھالا گیا تو باطنیت کا کچھ اثر ان پر بھی پڑا۔

بہر حال بنیادی صحیفے بہت اہم ہیں۔ سارے
نوشتوں کا ترجمہ گیارہ جلدوں میں شائع ہو گا۔ پہلی جلد
اشاعت پذیر ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ اس انکشاف سے
صحائف قمران (DEAD SEA SCROLLS)
پر مزید روشنی پڑے گی۔ کیونکہ علماء مانتے ہیں کہ باطنی فرقہ
اور اہل قمران میں گہرا تعلق ہے۔

ایک نظریہ یہ ہے کہ باطنی فرقہ کی بنیاد وادی
قمران کے جماعت میں ڈالی گئی۔ یہاں سے یہ لوگ ہجرت کر کے
شرق اوسط کے دوسرے ممالک میں پھیل گئے۔ باطنی فرقہ
کو سمجھنے کے لئے "صحائف قمران" کا مطالعہ ضروری ہے
رسالہ "ٹائم" کے مضمون میں ایک بات قابل وضاحت
ہے۔ مضمون نگار لکھتا ہے:۔

"باطنی فرقہ کے عقیدہ میں صلیب کے ذریعہ

گناہوں کی معافی کا شائبہ بھی نہیں ملتا۔ اُن کے ہاں کفارۂ مسیحؑ کی کوئی گنجائش نہیں۔ بلکہ "تاج حمدی" صحائف میں لکھا ہے کہ "مسیح صلیب پر فوت ہی نہیں ہوئے۔ اُن کی بجائے غلطی سے صلیب بردار شخص "شمعون کرینی" صلیب دے دیا گیا۔ جبکہ مسیحؑ پاس کھڑے سب کچھ دیکھ رہے اور ہنس رہے تھے۔"

اس تبصرہ میں ایک غلطی ہے۔ بنیادی صحائف کی حد تک یہ بات سراسر غلط ہے۔

باطنی فرقہ میں مرورِ زمانہ کے باعث بہت سی گمراہیاں داخل ہو گئیں۔ یہ غلط عقیدہ کہ حضرت مسیحؑ کی بجائے شمعون کرینی کو صلیب دیا گیا۔ بھی اسی ذیل میں شامل ہے۔ اس کا بیّن ثبوت یہ ہے کہ بنیادی صحائف میں اس کے بالکل برعکس لکھا ہے۔ مثلاً انجیل فلپ میں ہے کہ:۔

"جب حضرت مسیحؑ کو صلیب پر چڑھایا گیا تو انہوں نے صلیب پر کہا۔ "میرے خدا اے میرے خدا ۔ میرے آقا۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"

آگے بشارت مسخ ہوئی ہے۔ بچے ہوئے حروف کو پڑھ گیا تو مفہوم یہ نکلا کہ:۔

"مسیحؑ نے جب ان دردناک الفاظ میں فریاد کی تو خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی۔ رحمتِ الٰہی کو اس نے صلیب پر پالیا"

اسی انجیل میں دوسری جگہ لکھا ہے:۔

"وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارا آقا پہلے مر گیا اور پھر وہ زندہ ہو گیا۔ سراسر غلطی پر ہیں۔ وہ پہلے اٹھ کھڑا ہوا۔ وفات اس کے بعد میں ہوئی۔"

ایم آر ولسن نے انجیل فلپ کا ترجمہ اور تفسیر کی ہے۔ یہ حوالے صفحہ ۸۵، ۱۳۵ پر موجود ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ ابتداء میں عقیدہ یہ تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے۔ آپ نے "مَتیٰ نَصْرُ اللّٰہ" پکارا۔ تو خدا تعالیٰ کی رحمت دوڑتی ہوئی آئی۔ آپ صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ مشابہ بموت حالت سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ طبعی موت بعد میں ہوئی ہے۔

"تاج حمدی" سے ملنے والے مکتوب یعقوب میں ہے کہ واقعہ صلیب کے ۵۵۰ دن بعد تک حضرت مسیحؑ اپنے شاگردوں کے ساتھ رہے۔ یوحنا، پطرس اور یعقوب کو خصوصی تعلیم سے نوازا گیا۔

مصر کے باطنی فرقہ میں مرورِ زمانہ کے باعث بعض ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے جو یہ کہتے تھے کہ مسیحؑ کو صلیب پر سرے سے چڑھایا ہی نہیں گیا۔ رومی سپاہیوں نے صلیب بردار کو اشتباہ میں صلیب دے دیا۔ جبکہ مسیحؑ پاس کھڑے سب کچھ دیکھ رہے اور ان پر ہنس رہے تھے۔ کتنا غلط عقیدہ ہے اور کیا طفلانہ ہنسی ہے جو کہ حضرت مسیحؑ کی طرف منسوب ہے۔

بہرکیف مضمون نگار نے غلطی یہ کی ہے کہ کسی ایک باطنی فرقے کا عقیدہ سارے صحائف "تاج حمدی" کی طرف منسوب کر دیا۔ یہ بات سراسر غلط اور گمراہ کن ہے اس لئے تردید ضروری ہے۔ انجیل تو یہاں صلیب کے بعد حضرت

مسیحؑ کی ہجرت کا، اور یعقوب حواری کو امیر مقرر کرنے کا بیان ہے یہ حوالہ ہماری تائید میں ہے۔ انجیل توما صحائف ناج حمدی میں سر فہرست ہے۔ اس میں لکھا ہے:۔

"شاگردوں نے حضرت مسیحؑ سے کہا آپ
تو ہمیں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپ کے بعد
ہمارا امیر کون ہوگا؟ حضرت مسیحؑ نے فرمایا
"یعقوب الصادق"

انجیل فلپ میں لکھا ہے:۔

"تین مریم نامی خواتین ہمہ اوقات حضرت
مسیحؑ کے ساتھ (قدم بقدم) چلتی رہیں
مریم صدیقہ ۔۔ اُن کی والدہ
مریم مگدلینی ۔۔ ان کی رفیقہ حیات
مریم ۔۔۔ رشتہ میں اُن کی بہن"

(انجیل فلپ صفحہ ۹۶-۹۷)

یہ سب حوالے بتاتے ہیں کہ:۔

- صلیبی موت سے حضرت مسیحؑ بچا لئے گئے۔
- صلیبی موت کا عقیدہ ایک تاریخی غلطی ہے۔
- حضرت مسیحؑ مشابہ بموت حالت سے اٹھ کھڑے ہوئے۔
- بالآخر حواریوں سے جدائی کا وقت آ گیا اور کنعان سے ہجرت کر گئے۔
- اس دور میں حضرت مسیحؑ نے شادی بھی کر لی تھی۔
- تین مریم نامی خواتین ہمہ وقت ان کے شریک سفر تھیں۔

یہ ہے مختصراً ابتدائی عیسائیوں کا عقیدہ۔ اس عقیدہ میں بعد ازاں باطنی پیوند لگائے گئے۔ بہت سی گمراہیاں اس فرقے نے اپنا لیں۔ ان سے اصل عقیدے کا کیا تعلق؟

مضمون نگار کو چاہیئے تھا کہ اصل عقیدہ بھی بیان کر دیتا۔ اس نے سارے ناج حمدی صحائف کی طرف ایک بات منسوب کر دی حالانکہ ان صحائف کا ایک اصل حصہ ہے اور ایک بعد کی تحریفات اور غلط عقائد کا مرقع۔ ہمیں بنیاد سے غرض ہے۔

عقیدے میں ارتقاء تو ہوتا ہی ہے یہ بتایا ہوتا کہ شروع میں عقیدے کی صورت یہ تھی۔ بعد میں یوں ہو گئی۔ افسوس کہ رسالہ "ٹائم" کے مقالہ نگار بھی بعض دفعہ تحقیق کے بغیر اپنا کالم لکھ دیتے ہیں۔

مختصر یہ کہ:۔

"ناج حمدی" صحائف میں حضرت مسیحؑ کے اقوال، اُن کے شاگردوں اور تابعین کا علم کلام شامل ہے اس میں صلیبی موت سے نجات، صلیب کے بعد حضرت مسیحؑ کی موجودگی اور ان کی ہجرت کے واضح حوالے ملتے ہیں۔ اس کے کئی سو سال بعد عقیدے میں ردّ و بدل ہوا ہمیں ابتدائی عقیدہ سے غرض ہے نہ کہ بعد کے تغیر و تبدل اور عقیدہ کے ارتقاء سے۔ ■■

○

- ناظمین اطفال سے گزارش ہے کہ ۲۰ یا ۲۲ مئی کو یوم صحت جسمانی اور ۲۷ یا ۲۹ مئی کو یوم وقار عمل منائیں۔ اور اس کی رپورٹ مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کو بھجوا کر ممنون فرمائیں

(سیکرٹری وقار عمل اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

○

افریقہ کی سیاسی بیداری

جناب مسعود احمد خان
پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ

فرانسیسی افریقہ میں بھی ایک تحریک چلی جس کا نام نیگریٹیوڈ (Negritude) تھا۔ انھوں نے کالوں کی بیداری کو بطور فلسفہ کے پیش کیا یعنی فلاسفی آف بلیکنیس (Phylosophy of Blackness) مطلب یہ تھا کہ سیاہ رنگت کوئی ذلت کی علامت نہیں بلکہ یہ بھی ایک قدرتی رنگ ہے اور دوسرے رنگوں کی طرح اس کا بھی ایک فلسفۂ حیات ہے۔ اگر گورے دنیا کو متحد کرنے میں ناکام ہوئے ہیں تو کیوں نہ کالے اس خلا کو پُر کریں۔ اس لئے کالوں کو موقع ملنا چاہیئے۔ چنانچہ ان کی اپیل تھی:-

"Unity of black people first, then unity of all humanity."

یہ فرانسیسی افریقہ میں ڈوبوئیس کی پان افریقن ازم کی متبادل تنظیم تھی۔ پان افریقن ازم کے ڈوبوئیس کی طرح اس کا باوا آدم ایمے کساری (Aime Cesire) تھا اور اس کا اصل ترجمان ڈاکٹر لیوپولڈ سینگور (Dr. Leopold Senghor) تھا جو آج کل بھی سینیگال کا صدر ہے اور اس کو اس کی شاعری پر ادب کا نوبل پرائز بھی مل چکا ہے۔ یہ دونوں تنظیمیں پُرامن جدوجہد کی قائل تھیں۔ شمالی افریقہ میں چونکہ یورپین مقبوضات ہتھیاروں اور جنگوں کے ذریعے قائم ہوئے اس لئے وہاں پر ردّ عمل پُرامن کی بجائے تشدد کے ذریعے ظاہر ہونا ایک لازمی امر تھا۔ مارکس گاروے چونکہ تشدد آمیز اقدامات کا قائل تھا اس لئے وہ امریکہ میں ایک سوڈانی مصری قومی لیڈر دو سے محمد علی کی ملاقات سے بہت متاثر ہوا تھا۔ دو سے محمد علی زاغلول پاشا کا زبردست حامی تھا۔ دوسرے عرب ہونے کی وجہ سے شمالی افریقہ کا تعلق مسلمان اور ایشیائی ملکوں سے تھا اور وہ بجائے امریکہ اور صحرائے جنوب میں افریقی ممالک سے زیادہ یورپ اور ایشیائی یورپین مقبوضات کی قومی تنظیموں سے متاثر تھے۔ الجیریا کے میصالی حاج کی قائد اعظم محمد علی جناح ، پنڈت نہرو،

اور انڈونیشیا کے محمد حتیٰ سے بھی ملاقات کا ذکر پان افریقن ازم کے ترجمان ایک امریکن مصنف اور ڈاکٹر ڈو بوئیس کے دست راست جارج پیڈمور (George Padmore) نے کیا ہے مشرقی افریقہ میں چونکہ یورپین خود بہت زیادہ تعداد میں آباد ہو گئے تھے اس لئے وہاں افریقی تحریکات دبی رہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ اگرچہ کینیا کا سیاسی لیڈر جومو کینیاٹا (Jomo Kenyata) ڈو بوئیس کی پان افریقن ازم کا سرگرم رکن تھا پھر بھی جنگ عظیم دوم کے بعد وہاں ماؤ ماؤ کی تشدد آمیز تحریک نے زور پکڑ لیا۔ جنوبی افریقہ میں تو گوروں نے اپنی آزاد حکومت قائم کی ہوئی تھی وہاں تو اب بھی کالی اکثریت پس رہی ہے۔

۱۹۲۷ء کے بعد پان افریقن کانگریس کے لئے بین الاقوامی سیاست کی وجہ سے حالات سازگار نہ تھے۔ یورپ میں ہٹلر، میسولینی، شالی فرانکو کی وجہ سے آمرانہ نظام تقویت پا رہا تھا اور جنگ کے سبب بادل جمع ہو رہے تھے۔ جمہوریت پسند عناصر کو یہ ڈر تھا کہ اگر پسماندہ اقوام اور افریقی باشندوں کو کسی پلیٹ فارم پر منظم ہونے کا موقع مل گیا تو یورپ کی جمہوریتوں کے مقابلے میں جو استعماری طاقتیں ہیں۔ آمرانہ نظام پسماندہ اقوام اور افریقی تنظیموں کی صفوں میں نہ داخل ہو جائیں اور اسی طرح ان کے مقبوضات میں خلفشار نہ پیدا کردیں۔

آخر جنگ عظیم دوم کے بعد ڈاکٹر ڈو بوئیس نے وقت ضائع کئے بغیر ۱۹۴۵ء میں مانچسٹر انگلستان میں پانچویں کانگریس کا انعقاد کر ڈالا۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ افریقہ کی ینگ لیڈرشپ نمایاں ہو کر دنیا کے سامنے آ گئی۔ اس کے وہ جائنٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔ جارج پیڈمور اور گولڈ کوسٹ (اب گھانا) کا کوامی انکرمہ (Kwame Nkrumah) اور اسسٹنٹ سیکرٹری جومو کینیاٹا کو بنایا گیا۔ نائیجیریا کے بعض لیڈر اس میں شریک ہوئے جو صف اول کے رہنما تو ثابت نہ ہوئے لیکن ڈاکٹر ازکوے (Azikiwe) کی ڈو بوئیس سے ملاقات اور خط و کتابت تھی اور بعض ناگزیر حالات کے سبب وہ پانچویں کانگریس میں شریک نہ ہو سکا۔ جس کا اس کو بہت افسوس تھا ان لیڈروں نے برٹش مقبوضات کی آزادی کے لئے اہم کردار ادا کیا گویا یہ نئی قیادت ڈاکٹر ڈو بوئیس اور اس کی پان افریقن ازم کی پیدا کردہ تھی۔ کیونکہ ان لیڈروں کے نائبین بھی اس کانگریس سے منسلک رہے تھے۔ یہ لوگ اپنے اپنے وطن واپس آئے اور زور کے ساتھ آزادی کی مہم میں ایک نئی حرکت پیدا کر دی اور پھر شمالی افریقہ میں ۱۹۵۶ء میں پہلے لیبیا یو این او کے تحت پھر اس کی وجہ سے تیونس اور مراکو کو بھی فرانس کو آزاد کرنا پڑا۔ صحرائے جنوب میں سوڈان آزاد مملکت بن کر ابھرا تو ۱۹۵۷ء کے مارچ میں مغربی افریقہ میں سب سے پہلا ملک گولڈ کوسٹ گھانا کے نام سے آزادی سے ہم کنار ہوا۔ چونکہ یہاں اسلامی اثر نہ پہنچا تھا اس لئے اس کو سیاہ فام عیسائی افریقہ کا پہلا ملک گردانا گیا جس نے یورپین استعماریت کے چنگل سے رہائی پائی۔ اگرچہ سوڈان بھی سیاہ فام ہے لیکن اسلام اور عربی زبان کی وجہ سے نیز مصر کی سیاست سے الجھا ہونے کی وجہ سے اس کو شمالی افریقہ میں ہی شمار کیا جاتا تھا گھانا کی آزادی سے تمام افریقہ کی بیداری میں تموج پیدا ہوا کیونکہ کوامی انکرمہ نے ۱۹۵۸ء میں آزاد افریقن

ملکوں کی پہلی کانفرنس اپنے دارالحکومت عکرہ میں بلائی۔ جس میں آٹھ ممالک شریک ہوئے۔ گھانا اور لائبیریا کے سوا سب عربی بولنے والے ممالک تھے۔ کانفرنس کا اصل مقصد باقی افریقہ کے لئے آزادی کی بھیک مانگنا نہ تھا بلکہ اب آزاد افریقہ نے استعماری طاقتوں سے دو ٹوک بات کرنے کا انداز اختیار کر لیا۔ دیوار کی تحریر سامنے نظر آ رہی تھی۔ استعماری طاقتیں ہوا کا رخ پہچان رہی تھیں۔ ایک ایک کر کے سب ملک آزاد ہونے لگے۔ برطانوی مقبوضات کو تو ۱۹۴۷ء میں برصغیر پاک و ہند کی آزادی سے ہی تقویت مل گئی تھی اب فرانس نے بھی اپنے علاقے چھوڑنے شروع کر دیئے۔ جو جو ملک آزاد ہوتا۔ افریقی اتحاد کا نعرہ لگاتا۔ تاکہ باقی ملکوں کو بھی آزادی ملے۔ پان افریقن ازم کی باتیں تیز سے تیز تر ہوتی گئیں۔ آخر ۱۹۶۳ء میں شہنشاہ ہیلی سلاسی کی دعوت پر OAU یعنی "Organisation of Africa Unity." افریقی اتحاد کی تنظیم قائم ہو گئی۔ اڈیس ابابا میں یعنی تمام آزاد افریقی ممالک کے سربراہان حکومت اس میں شریک ہوئے۔ آخر جو خواب ڈوبوئیس نے دیکھا تھا وہ بظاہر پورا ہوا۔ حقیقتاً اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ اگرچہ ڈوبوئیس زندہ تھا لیکن اس کو اس کانفرنس میں نہ بلایا گیا۔ اور نہ اہمیت دی گئی حالانکہ وہ اس وقت افریقہ میں ہی موجود تھا۔ گھانا کے انکرومہ نے ہمیشہ اس کو بنظر احترام دیکھا ۱۹۵۷ء میں گھانا کی آزادی کے موقع پر انکرومہ نے اس کو بڑے اعزاز سے سرکاری مہمان کے طور پر بلایا تھا اور اس کی خدمات کے صلہ میں بیس ہزار پونڈ کا تحفہ اس کو پیش کیا۔ وہ چونکہ سوشلزم کا حامی تھا اس لئے امریکہ میں اس پر کمیونسٹ ہونے کا الزام لگایا اور اس کو ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس کی اپنی جماعت N.A.A.C.P. (نیشنل ایسوسی ایشن فار ایڈوانسمنٹ آف کلرڈ پیپل) میں ہی اس کی مخالفت پیدا ہو گئی۔ خوف ہوا کہ اس کو گرفتار کر کے غداری کا مقدمہ نہ چلایا جائے۔ یہ امریکہ کے گوروں کی سیاسی چالیں تھیں جن سے وہ تنگ آ کر بھاگ نکلا اور نوے سال کی عمر میں گھانا نے اس کو سیاسی پناہ دے دی۔ چنانچہ ۱۹۶۳ء میں O.A.U. کے موقع پر وہ زندہ تھا لیکن چونکہ آزاد افریقی ممالک میں امریکی اثر زیادہ تھا اس لئے اس کا ذکر سننے میں نہ آیا۔ آخر ۹۵ سال کی عمر میں گھانا میں اس کا انتقال ہو گیا۔

O.A.U. بن جانے سے افریقہ اور مشرق وسطیٰ کے تعلقات میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا۔ اب دو براعظموں کے ممالک میں بین الاقوامی معاملات میں اتنی یگانگت کم ہی نظر آتی ہے جتنی افریقہ کے ممالک اور ایشیا کے عرب ممالک میں ہے۔ عرب جنوبی افریقہ اور رہوڈیشیا کی گوری اقلیتی حکومتوں کے خلاف سیاہ فام اکثریت کے حق میں OAU کے حامی ہیں تو اسرائیل کے خلاف ان کو افریقی تنظیم کی حمایت حاصل ہے جب تک یہ سیاسی لین دین قائم رہے گا۔ افریقی اتحاد مضبوط رہے گا۔ کیونکہ اگر غیر مسلم افریقی ممالک اسرائیل کا ساتھ دینے دیں جیسی اسرائیل کی کوشش ہے تو یقیناً عربوں کی رہوڈیشیا اور جنوبی افریقہ کی سیاہ فام اکثریت کی حمایت کمزور پڑ جائیگی اور تمام افریقہ کا بلاک OAU سے نکل جائے گا۔ افریقی ممالک کو اس امر کا پورا احساس ہے۔ اگرچہ ان میں سے بہت سوں نے اسرائیل کو تسلیم کیا ہوا ہے اور انکرومہ نے تو گھانا میں بہت سے منصوبے اسرائیل کے ساتھ مل کر شروع کئے ہوئے تھے لیکن اس امر کا امکان بہت کم ہے کہ اقوام متحدہ میں

افریقی ممالک اسرائیل کا ساتھ دیں اس لئے بھی OAU یا
پان افریقن ازم کا مستقبل روشن ہی ہے۔ اور پان افریقن ازم
کے ذریعہ جس طرح افریقہ کے ممالک نے آزادی حاصل کی اسی
اتحاد پر ان کی باقاعدہ بقا اور بین الاقوامی سیاست میں مؤثر کردار
کا انحصار ہے۔ اسی لئے افریقہ کے براعظم میں بجائے نیشنل ازم
کے افریقن ازم ہی مناسب لائحہ عمل ہو سکتا ہے۔
چنانچہ اب تک افریقی ممالک اقوام متحدہ میں اسی
راستے پر گامزن ہیں۔

○
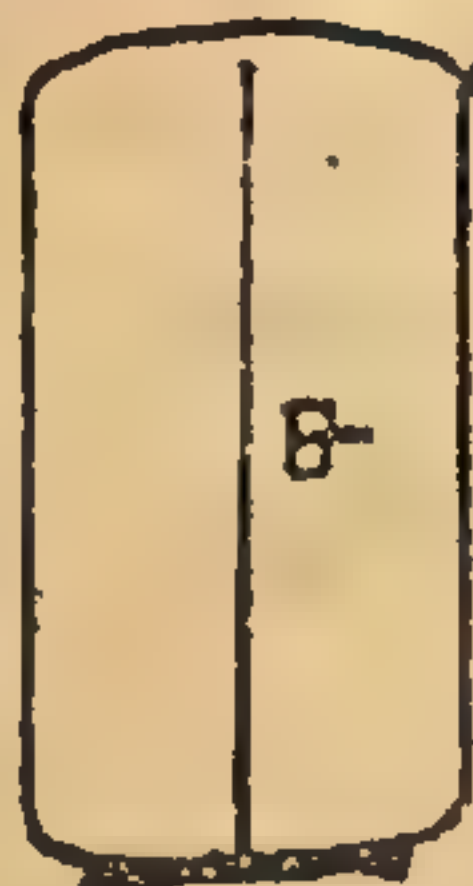
۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوئی تھی
اسی مناسبت سے ماہ رواں میں حضور علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ پر
ایک سلسلہ وار معلوماتی مضمون شروع کیا جا رہا ہے۔ —— (ادارہ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی

حیاتِ طیبہ کا مختصر خاکہ

جناب محمود مجیب اصغر انجینئر پلینڈ ھل سرگودھا

حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذاتی نام غلام احمد تھا۔ آپ ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء بروز جمعۃ المبارک بوقت فجر قادیان ضلع گورداسپور (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب کا نام مرزا غلام مرتضیٰ اور والدہ صاحبہ کا نام چراغ بی بی تھا آپ ایک نہایت معزز ایرانی قبیلہ برلاس میں سے تھے جو ہندوستان میں مغل مشہور ہو گئے اور جن کا پیشہ زمینداری تھا۔

چھ سات برس کی عمر میں آپ کے لئے ایک استاد مقرر کیا گیا جس سے آپ نے قرآن مجید۔ فارسی کی کچھ کتب اور معمولی لکھنا پڑھنا سیکھا اس کے بعد دو اور استادوں سے آپ نے ابتدائی عربی اور فارسی پڑھی اس کے علاوہ آپ نے اپنے والد صاحب سے طبِ یونانی کی کچھ کتب بھی پڑھیں آپ شروع سے ہی قرآن مجید اور دوسری مذہبی کتب کے مطالعہ میں مستغرق رہتے تھے آپ کی کتب سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا معلّم حقیقی دراصل خود خدا تعالیٰ ہی تھا آپ نے نہایت سادہ بچپن گذرا۔ تنہائی سے آپ کو رغبت تھی کبھی کبھار آپ تیراکی اور گھوڑ سواری بھی کرتے تھے آپ کی پاکدامنی۔ فطرتِ صحیحہ اور نیکی کی وجہ سے بڑی قدر تھی لوگ بھی آپ سے بہت متاثر تھے ایک زمانہ [illegible] کا

نام غلام رسول تھا انہیں پیار سے آپ کو تھپکی دی اور کہا کہ
"یہ انبیاء اولین کی طرح معلوم ہوتے ہیں"

پندرہ سولہ برس کی عمر میں آپ کی شادی آپ کے ماموں کی لڑکی حرمت بی بی سے ہوئی جن سے آپ کے دو لڑکے مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد صاحب بالترتیب ۱۸۵۳ء اور ۱۸۵۵ء میں پیدا ہوئے۔ (مرزا فضل احمد صاحب تو عالم جوانی میں ہی لاولد فوت ہو گئے۔ البتہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے لمبی عمر پائی اور مختلف سرکاری عہدوں پر فائز رہے) شادی کے بعد بھی آپ کا اکثر وقت عبادت و ریاضت میں گزرتا تھا آپ کے والد صاحب چاہتے تھے کہ آپ کوئی سرکاری نوکری کریں لیکن آپ کو دنیا سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ عالم جوانی میں ہی آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔

۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک والد صاحب کی خواہش کے مطابق آپ نے سیالکوٹ میں سرکاری ملازمت کی لیکن آپ کا دل نہ لگا۔ نوکری کے دوران فارغ اوقات میں آپ عبادت مطالعہ اور غیر مسلموں بالخصوص عیسائیوں کے ساتھ اسلام کے دفاع پر گفتگو کرتے۔

۱۸۶۸ء میں اپنے والد صاحب کی اجازت سے آپ نے گورنمنٹ سروس سے استعفاء دے دیا اور واپس قادیان آ گئے اسی سال آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا اس غم کو آپ نے بڑے صبر سے برداشت کیا۔

۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں بعض لوگ آپ کو اہلحدیث مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ کسی مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے بٹالہ لے گئے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے عقائد ایک کثیر مجمع کو سنائے تا کہ آپ اس پر تبصرہ کریں لیکن آپ نے ان لوگوں کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے مولوی صاحب کے عقائد کی تائید کی اور اسی رات آپ کو یہ الہام ہوا:۔

" خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا۔ اور وہ
تجھے بہت برکت دے گا۔ یہاں تک کہ
بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

(براہین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۵۲۰، ۵۲۱)

۱۸۷۵ء یا ۱۸۷۶ء میں خدائی اذن کے تحت آپ نے آٹھ نو ماہ کے مسلسل روزے رکھے اور اکثر وقت عبادت الٰہی اور ذکر الٰہی میں گذارا۔ اس دوران آپ کو بے شمار مکاشفات ہوئے۔ کئی انبیاء و صلحاء و اولیاء سے آپ کی ملاقاتیں ہوئیں۔ جون ۱۸۷۶ء میں آپ کے والد صاحب وفات پا گئے۔ اب تک آپ کی کفالت آپ کے والد مرحوم ہی کرتے تھے اس لئے والد صاحب کی وفات پر آپ کو بشری تقاضے کے تحت فکر لاحق ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے فوراً اس الہام کے ذریعے تسلی دی:۔

" اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ "

(کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں)

والد صاحب کی وفات کے بعد ان کی جاگیر کا انتظام آپ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر نے سنبھالا۔ اگر آپ چاہتے تو اپنے حصے کا مطالبہ کر سکتے تھے لیکن آپ کو ایسی کوئی خواہش نہ تھی۔ آپ کا بھائی جو کچھ دے دیتا۔ آپ لے لیتے۔ اس وقت آپ بہت تنگدستی کی حالت میں تھے۔ آپ کی روزمرہ کی قلیل ضروریات بھی اس رقم سے پوری نہیں ہوتی تھیں تاہم آپ نے صبر و شکر سے وقت گزارا

اور کبھی شکایت نہ کی جو کھانا آپ کو ملتا اس میں سے تھوڑا سا خود کھاتے باقی غرباء میں تقسیم کر دیتے۔

انہی دنوں میں آپ نے اسلام کے دفاع میں لکھنا شروع کیا آپ کے مضامین اخباروں میں چھپنے لگے اس کے بعد آپ نے معرکۃ الآراء کتاب "براہین احمدیہ" لکھنی شروع کی جس نے سارے برصغیر کو ہلا دیا۔ اس کتاب میں آپ نے قرآن مجید اور بانیٔ اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے غیر فانی دلائل لکھے اور اس کے ساتھ ہی دس ہزار روپے کا مخالفین اسلام کے لئے اشتہار دیا۔ اس کتاب کی اشاعت سے آپ ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک مشہور ہو گئے۔

۱۸۷۷ء میں آپ نے ہندوؤں کے فرقہ آریہ سماج کی اسلام کے خلاف یلغار کے مقابلہ میں ایک مضمون لکھا اور اسے چھپنے کے لئے امرتسر میں ایک پرنٹر کو بذریعہ ڈاک بھیجا اور لاعلمی کی وجہ سے مضمون کے ہمراہ ایک خط بھی ارسال کر دیا جو کہ ایک قانونی جرم تھا اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ایک عیسائی وکیل رلیا رام نے محکمہ ڈاک کے افسران سے مل کر آپ پر مقدمہ کر دیا۔ آپ نے عدالت میں سچائی کا دامن نہ چھوڑا اور باعزت طور پر بری ہو گئے۔

۱۸۸۲ء میں آپ نے دعویٰ مجددیت و ماموریت فرمایا۔

۱۸۸۳ء میں آپ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر فوت ہو گئے۔

۱۸۸۴ء (۱۷ نومبر) میں آپ نے حضرت خواجہ میر دردؒ کے خاندان میں حضرت میر ناصر نواب کی دختر حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم کے ساتھ نکاح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بیوی سے مبشر اولاد ہونے کی بشارت دی جو آپ کے کام اور مشن کی تائید و اشاعت میں غیر معمولی کردار ادا کرنے والی تھی۔ اس بیوی میں سے آپ کے دس بچے ہوئے۔ پانچ کم عمری میں ہی فوت ہو گئے عمر پانے والے مبشرہ جو یہ ہیں:۔

- حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ۔ جو آپ کے دوسرے خلیفہ تھے۔ (ولادت ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء وفات ۸ نومبر ۱۹۶۵ء)
- حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے (ولادت ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء وفات ۲ ستمبر ۱۹۶۳ء)
- حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ (ولادت: ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء وفات ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء)
- حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم مدظلہا العالی (ولادت ۲ مارچ ۱۸۹۷ء)
- حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم مدظلہا العالی (ولادت ۲۵ جنوری ۱۹۰۴ء)

۱۸۸۵ء میں آپ نے بیس ہزار اشتہار چھپوا کر ساری دنیا میں شائع کئے جس میں مخالفین اسلام کو دعوت دی کہ وہ آپ کے پاس آئیں اور اسلام کی صداقت و تائید میں آپ کے ہاتھوں سے معجزات اور کرامات کا مشاہدہ کریں۔

۲۷ اور ۲۸ نومبر کی درمیانی شب آپ کی تائید شہب ثاقبہ کا نشان ظاہر ہوا۔

ملک کی صنعتی ترقی کے لئے بجلی کی روز افزوں مانگ پوری کرنے کے لئے اور آبپاشی کے لئے پاکستان میں منگلا اور تربیلا ڈیم کے بعد ایک اور ڈیم بھی بنے گا جس کا نام "کالا باغ ڈیم" رکھا گیا ہے۔ مجوزہ کالا باغ ڈیم دریائے سندھ پر کالا باغ بیراج سے بارہ میل پہاڑ کی مخالف سمت پر تعمیر ہوگا۔ یہ بند تربیلا بند کے بعد دریائے سندھ پر دوسرا بڑا آبی ذخیرہ ہوگا۔

کالا باغ ڈیم ۹۰ لاکھ ایکڑ فٹ تک پانی ذخیرہ کر سکے گا جو زراعت کے لئے پانی کی فراہمی کے علاوہ ۲۴۰۰ میگا واٹ بجلی پیدا کرنے کے لئے استعمال ہوگا۔

اس سے قبل منگلا ڈیم ۶۵ لاکھ ایکڑ فٹ تک پانی ذخیرہ کرنے کے لئے اور ۱۰۰۰ میگا واٹ بجلی پیدا کرنے کے لئے بنایا گیا ہے اب تک یہاں سے ۸۰۰ میگا واٹ بجلی پیدا ہو کر پنجاب کے شمال اور جنوب میں استعمال ہو رہی ہے۔ ۲۰۰ میگا واٹ کے بجلی پیدا کرنے والے یونٹ ابھی لگنے باقی ہیں۔

پاکستان کا سب سے بڑا ڈیم تربیلا ڈیم ہے جس کی تعمیر اور مرمت کا کام قریب الاختتام ہے۔ یہ ڈیم ایک کروڑ گیارہ لاکھ ایکڑ فٹ تک پانی ذخیرہ کرنے اور ۳۰۰۰ میگا واٹ سے زیادہ بجلی پیدا کرنے کے لئے ہوگا۔

واپڈا کے چیئرمین نے ایک انٹرویو کے دوران بتایا کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے لئے پاکستانی انجینئروں کی مہارت اور کار ہائے گزشتہ کے تجربہ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جائے گا اور غیر ملکی ماہرین کی مشاورتی خدمات (Consultancy Services) صرف اس صورت میں حاصل کی جائیں گی جب ان کی اشد ضرورت ہوگی۔

ایک اندازے کے مطابق کالا باغ بند آٹھ ارب روپے کی لاگت سے تیار ہوگا۔

(جناب محمود مجیب اصغر۔ انجینئر۔ بلند ہلی سرگودھا)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ماہ مئی ۱۹۷۷ء میں مطالعہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب "توضیح مرام" مقرر کی ہے۔ ذیل میں اس کتاب کا تعارف جناب لئیق احمد طاہر استاذ الجامعہ کے تعاون سے پیش کیا جا رہا ہے۔

(مرزا محمد الدین ناز مہتمم تعلیم)

"توضیح مرام"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۱ء میں یہ کتاب تصنیف فرمائی۔ اس سے قبل ۱۸۹۰ء میں حضور اپنی کتاب "فتح اسلام" تحریر فرما چکے تھے جو ۱۸۹۱ء میں طبع ہوئی تھی۔ "فتح اسلام" میں حضور نے فرمایا تھا کہ "اس کے دو اور جزو ہیں یعنی "توضیح مرام" اور "ازالۂ اوہام"۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تینوں کتابوں میں مسئلہ حیات و وفات مسیح تفصیل سے بیان فرمایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور قدیم و جدید لغت و محاورۂ عرب سے نیز تاریخ اور عقل کی رو سے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے۔

"توضیح مرام" کی اشاعت کے بعد مورخہ ۲۶ مارچ ۱۸۹۱ء میں حضور نے "ضروری اشتہار" کے نام سے ایک اشتہار شائع فرمایا۔ جس میں آپ نے بڑی تحدی سے فرمایا:۔

"میں بآواز بلند کہتا ہوں کہ میرے پر خدا تعالیٰ نے اپنے الہام اور القاء سے حق کو کھول دیا ہے اور وہ حق جو میرے پر کھولا گیا ہے وہ یہ ہے کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے...... اس زمانہ کے لئے جو روحانی طور پر مسیح آنے والا تھا جس کی خبر احادیث صحیحہ میں موجود ہے وہ میں ہوں ...... اور میں کھول کر کہتا ہوں کہ میرا دعویٰ صرف میرے الہام نہیں بلکہ سارا قرآن شریف اس کا مصدق ہے تمام احادیث صحیحہ اس کی صحت کی شاہد ہیں۔ عقل خدا داد بھی اس کی مؤید ہے"

فتح اسلام میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیونکہ ایسے عقیدہ کی وضاحت فرمائی تھی جو عام طور پر مسلمانوں کے

مروجہ اور مزعومہ عقیدہ کے برعکس تھا۔ اس لئے اس خیال سے کہ علماء جب کسی عقیدہ کی تشہیر اپنی زبان و قلم سے ایک بار کر دیں اس سے رجوع کرنا اپنی کسرِ شان اور توہینِ نفس سمجھتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "توضیح مرام" میں مسلمانوں کے وفاتِ مسیح سے متعلق شکوک و شبہات کے ازالہ کے لئے مزید وضاحت فرمائی اور ساتھ ہی نصیحت فرمائی:-

"جو کچھ اس عاجز نے مثیلِ مسیح کے بارے میں لکھا ہے یہ مضمون متفرق طور پر تین رسالوں میں درج ہے یعنی "فتح اسلام" اور "توضیح مرام" اور "ازالۂ اوہام" میں۔ پس مناسب ہے کہ جب تک کوئی صاحب ان تینوں رسالوں کو غور سے نہ دیکھ لیں تب تک کسی مخالفانہ رائے ظاہر کرنے کے لئے جلدی نہ کریں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ"

(آخری ٹائٹل پیج توضیح مرام)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں توضیح مرام میں تفصیلاً یہ تحریر فرمایا ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا چکے ہیں اور آپ ہی کا دوبارہ دنیا میں اپنے اصلی جسدِ عنصری کے ساتھ آنا خلافِ قرآن و حدیث اور عقل ہے وہاں حضور نے ملائکہ سے متعلق سیر حاصل اور تفصیلی بحث فرمائی ہے اسی طرح "توضیح مرام" (طبع اول) کے صفحہ ۲ تا ۱۴ میں حضور نے روحانی مراتب کے ذکر میں فرمایا ہے کہ وہ انتہائی بلند روحانی مقام جس میں قوی تر وحی الٰہی نازل ہوتی ہے جسے روح امین، "شدید القویٰ" "مقام جمع اور مقام وحدتِ تامہ" کہتے ہیں۔ یہ صرف اور صرف ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات سے متعلق حضور کی یہ تحریر نہایت ہی پرشوکت، معرکۃ الآراء اور وجد آفرین ہے اور اس میں ان لوگوں کے لئے کافی و شافی جواب ہے جو نادانی سے کہہ دیتے ہیں کہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے نعوذ باللہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم تر روحانی مقام گرانے کی اور اپنی شان اور توقیر بڑھانے کی کوشش کی ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دائرۂ بشریت کا نقطۂ کمال قرار دے کر ایسی تعریف فرمائی کہ چودہ سو سال کے اندر کسی اور کو یہ سعادت نصیب نہ ہوئی۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"جو انسانِ کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیت کا ختم ہو گیا ہے اور دائرہ استعدادات بشریہ کمال کو پہنچتا ہے اور وہ درحقیقت پیدائشِ الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے حکمتِ الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کے معنی یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا یعنی کمالاتِ تامہ کا مظہر سو جیسا کہ فطرت کی رو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا اور اعلیٰ و ارفع مقام محبت کا ملا..... اس کا نام مقام جمع اور مقام وحدتِ تامہ ہے..... ایسا ہی یہ وہ مقام عالی شان مقام ہے کہ گزشتہ نبیوں نے استعارہ کے طور پر صاحبِ مقام ہذا کے ظہور کو خدا تعالیٰ کا ظہور قرار دے دیا اور اس کا آنا خدا تعالیٰ کا آنا ٹھہرایا ہے۔"

جناب نصیر احمد قمر جامعہ احمدیہ ربوہ

قدیم زمانے سے ہی مئی کا مہینہ اپنے جلو میں کئی تقریبات لئے ہوئے آتا ہے خاص طور پر یورپ میں یکم مئی کا دن کسان بڑے جوش و خروش سے منایا کرتے تھے اور یہ دستور عیسائیت کے ظہور سے بھی پہلے کا ہے۔ اس دن کسان تو شاید اس لئے خوشی مناتے ہوں گے کہ ان کی فصل اچھی ہوئی اور انہیں اپنی محنت کا پھل ملا — لیکن آہستہ آہستہ اب اس دن کو "ایک میلہ" کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ اس دن لوگ پھولوں کے ہار اور درختوں کی سرسبز شاخیں اٹھائے جلوس نکالتے تھے۔ شاخوں اور پھولوں سے ایک درخت بنایا جاتا جسے May tree یا May pool کہا جاتا حسین ترین مرد کو مئی کا بادشاہ (May King) اور خوبصورت ترین عورت کو مئی کی ملکہ (May Queen) کا خطاب دیا جاتا۔ اب بھی بعض علاقوں میں یہ طریق رائج ہے۔

اس کے علاوہ یوم مئی سے متعلق بعض عجیب و غریب خیالات اور رسومات پائی جاتی ہیں وہ سمجھتے تھے کہ اس دن شبنم سے چہرہ دھونے سے خوبصورتی پیدا ہوتی ہے پندرھویں اور سولہویں صدی میں یوم مئی کو باقاعدہ تعطیل بھی ہوا کرتی تھی لیکن بعض مذہبی قسم کے عیسائی اس دن کی رسومات ناپسند کرتے تھے۔ بلکہ جون سٹبز نامی عیسائی نے تو اسے بتوں کی نقل قرار دیا۔ کیونکہ جس طرح یہ لوگ بتوں کے سامنے ناچتے اور خوشی مناتے تھے اسی طرح May pool یا May Tree کے سامنے ناچتے اور خوشیاں مناتے تھے۔ چنانچہ ۱۶۴۴ء میں انگلستان کے ایوان نے پول بنانے کی مخالفت کردی لیکن شاہی دور میں یہ دن پھر منایا جانے لگا۔ یوم مئی کا مزدور تحریک کے ساتھ تعلق اور پس منظر یہ ہے کہ ۱۸۳۳ء میں رابرٹ اوون نامی ایک شخص نے یہ آواز بلند کی کہ پچھلے ہزار سالہ دور میں مزدور سرمایہ داروں کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنے رہے ہیں مگر آئندہ ہزار سال مظلوم و مقہور انسانیت کے لئے آزادی و خوشحالی کے سال ہوں گے۔ اور مسٹر رابرٹ کی یہ بات واقعی درست نکلی۔ انگلستان میں یہ پہلا شخص تھا جو ریاست کا مالک تھا اس نے اپنی فیکٹریاں قائم کیں مزدوروں کو رہائش وغیرہ کی سہولتیں دیں۔ ان کے اوقات کار مقرر کئے ان کے بچوں کے لئے سکول اور تفریحی پارک بنوائے لیکن ان اخراجات کے باعث دوسری فیکٹریوں کی نسبت رابرٹ کو نقصان اٹھانا پڑا۔ اس لئے اس نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ تمام فیکٹریوں پر پابندی لگائے اور ملک کے تمام مزدوروں کو یہ سہولتیں دی جائیں۔ لیکن حکومت نے اس کے مطالبہ پر کوئی خاص توجہ نہ دی اور وہ مایوس ہو کر امریکہ چلا گیا — تاہم رابرٹ کے اس نظریہ کی بنا پر اسے برٹش سوشلزم کا باپ کہا جاتا ہے۔

انگلستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی مزدور ظلم و تشدد کی زد جاری تھی۔ امریکہ اور آسٹریلیا میں مزدوروں کو سولہ گھنٹے کام کرنا جبکہ جاپان میں بیس گھنٹے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ انہیں طبی امداد تک کی سہولتیں بھی حاصل نہ تھیں۔

چنانچہ ۱۸۳۳ء میں انگلستان کے مزدوروں نے اپنے حقوق کی بحالی کے لئے تحریک شروع کی مگر جبر و تشدد سے اسے دبا دینے کی کوشش کی گئی۔ ۱۸۵۶ء میں آسٹریلیا کے مزدوروں نے بھی اوقات کار ۱۲ گھنٹے کی بجائے آٹھ گھنٹے مقرر کرنے کا مطالبہ کیا جسے منظور کر لیا گیا۔ مگر امریکہ میں بدستور سابقہ طریق رائج رہا۔ ۱۸۲۷ء میں فلاڈلفیا امریکہ میں ایک ٹریڈ یونین قائم ہوئی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکی۔ ۱۸۶۶ء میں امریکہ کی تمام مزدور تنظیموں نے متفقہ طور پر کام کے اوقات کم کرنے کے لئے ایک قرارداد پاس کی اور اسی سال مزدوروں کی بین الاقوامی تنظیم جنیوا کانگرس نے بھی اس کی تائید کی۔ ۱۸۶۷ء میں کارل مارکس نے اس کی حمایت کی۔ سرمایہ داروں نے مزدوروں کی بڑھتی ہوئی قوت دیکھ کر ۱۸۷۵ء میں چند مزدور رہنماؤں کو تختہ دار پر لٹکا دیا۔ ۱۸۷۷ء میں یہ مطالبہ ملک گیر تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔ ۱۸۸۴ء اور ۱۸۸۵ء میں جب امریکہ میں مہنگائی اور معاشی بدحالی کا دور دورہ تھا تو اس تحریک کو مزید ہوا ملی۔ اور بالآخر یکم مئی ۱۸۸۶ء کو تمام مزدور کام چھوڑ کر سڑکوں پر نکل آئے اور مکمل ہڑتال کا اعلان کیا۔ حکومت کی مداخلت بے اثر ثابت ہوئی۔

۳ر مئی کو مزدوروں نے شکاگو میں پھر جلوس نکالا تو پولیس نے ان پر دھاوا بول دیا۔ پانچ مزدور مارے گئے اور کچھ زخمی ہوئے۔ ۴ر مئی کو مزدوروں نے ایک احتجاجی جلسہ کیا۔ لیکن کسی شخص کے بم پھینکنے سے ایک سارجنٹ ہلاک ہو گیا۔ پولیس نے مظاہرین پر سخت حملہ کیا جس میں بیسیوں مزدور کام آئے۔ اس موقع پر مزدوروں نے مرنے والوں کے لہو سے اپنا پرچم رنگ لیا۔ جب سے مزدوروں کا جھنڈا سرخ رنگ کا چلا آتا ہے۔

۴ر مئی کو پھر جلوس نکالا گیا۔ کئی مزدور رہنما گرفتار ہوئے جنہیں بعد میں پھانسی کی سزا دی گئی۔

۱۸۸۷ء میں امریکہ کی ایک ریاست نے اپنے طور پر یکم مئی کو "لیبر ہالی ڈے" منانے کا اعلان کیا۔

۱۸۸۹ء میں دوسری سوشلسٹ انٹرنیشنل کی پہلی کانگرس میں یہ دن بین الاقوامی طور پر منانے کا فیصلہ کیا گیا۔ برطانیہ میں پہلی بار ۱۸۹۲ء میں سرکاری طور پر یہ دن منایا گیا۔ اور ۱۸۹۴ء میں امریکی کانگرس نے بھی سرکاری طور پر یہ دن منانے کا فیصلہ کیا۔ لیکن یاد رہے کہ امریکہ میں یہ دن ستمبر کے پہلے سوموار کو منایا جاتا ہے۔ پاکستان میں پہلی مرتبہ یکم مئی ۱۹۷۲ء کو یہ دن منایا گیا۔

○

اطفال الاحمدیہ کے سالانہ مرکزی امتحانات

قائدین مجالس، ناظمین اور مربیان اطفال مطلع رہیں کہ اطفال کے سالانہ مرکزی امتحانات ۲۷، ۲۹ مئی بروز جمعہ، اتوار منعقد ہوں گے انشاء اللہ۔ تمام اطفال کو کورس کے مطابق امتحان کی پوری تیاری کروائی جائے۔

(سیکرٹری تعلیم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

○

تاریخ کے آئینہ میں

مرتبہ: جناب طارق احمد بٹ کراچی

یکم مئی: شکاگو کے مزدوروں کے مظاہرے پر پولیس فائرنگ (۱۸۸۶ء) ملکہ وکٹوریہ ہندوستان کی ملکہ بنی (۱۸۷۶ء)

۲ مئی: مشہور زمانہ تصویر "مونا لیزا" کے خالق لیونارڈو ڈاونچی کا انتقال (۱۵۱۹ء)

برلن نے اتحادیوں کے آگے ہتھیار ڈال دیئے (۱۹۴۵ء)

شاہ حسین اردن کے بادشاہ بنے (۱۹۵۳ء)

۳ مئی: بھارت کے صدر ڈاکٹر ذاکر حسین کا انتقال (۱۹۶۹ء)

۴ مئی: ڈاربی کی پہلی دوڑ (۱۷۸۰ء)

ٹیپو سلطان کی شہادت (۱۷۹۹ء)

اردو کے مشہور شاعر اختر شیرانی کی پیدائش (۱۹۰۵ء)

۵ مئی: سائنٹیفک سوشلزم کے بانی کارل مارکس کی پیدائش (۱۸۱۸ء)

نپولین کا جزیرہ سینٹ ہیلینا میں انتقال (۱۸۲۱ء)

پہلا امریکی ایلن بی شیپرڈ خلا میں بھیجا گیا (۱۹۶۱ء)

۶ مئی: معرکہ بالاکوٹ (۱۸۳۱ء)

دنیا کے پہلے ڈاک ٹکٹ کا اجراء (۱۸۴۰ء)

مشہور ماہر نفسیات سگمنڈ فرائیڈ کی پیدائش (۱۸۵۶ء)

بنگلہ زبان کے مشہور شاعر ٹیگور کی پیدائش (۱۸۶۱ء)

۷ مئی: یونان آزاد ہوا (۱۸۳۲ء)

یورپ اور امریکہ کے مابین مصنوعی سیارے سے ٹیلی ویژن رابطہ (۱۹۶۳ء)

۸ مئی: ریڈ کراس کے بانی جین ہنری ڈونٹ کی پیدائش (۱۸۲۸ء)

۹ مئی: کینبیرا آسٹریلیا کا دارالحکومت بنا (۱۹۲۸ء)

۱۰ مئی: چرچل برطانیہ کے وزیر اعظم بنے (۱۹۴۰ء)

عرب لیگ کا قیام (۱۹۴۵ء)

۱۱ مئی: سعادت حسن منٹو کی پیدائش (۱۹۱۲ء)

آکسفورڈ یونیورسٹی میں خواتین کے لئے ڈگری کلاسوں کا اجراء (۱۹۲۰ء)

۱۲ مئی: فلورنس نائٹ انگیل کی پیدائش (۱۸۲۰ء)

جامعہ کراچی کے قیام کا اعلان (۱۹۵۲ء)

۱۳ مئی: پاکستانی علاقہ میں ۱۰۵ میل لمبا ریل کا پہلا ٹکڑا کراچی اور کوٹری کے درمیان بچھایا گیا (۱۸۶۱ء)

اردو کے مشہور شاعر مولانا حسرت موہانی کی وفات (۱۹۵۱ء)

۱۴ مئی: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلاطین کے نام خطوط (۶۲۸ء)

پیراگوئے آزاد ہوا (۱۸۱۱ء)

اسرائیل خود مختار ریاست بنا (۱۹۴۸ء)

۱۵ مئی: میرٹھ سے جنگِ آزادی کا آغاز (۱۸۵۷ء)

امریکہ نے پہلی ڈاک سروس کا آغاز کیا (۱۹۱۸ء)

برطانیہ نے ہائیڈروجن بم کا تجربہ کیا (۱۹۵۷ء)

۱۶ مئی: بھارت نے فرخا براج کی تعمیر مکمل کرلی (۱۹۷۱ء)

۱۷ مئی: ناروے آزاد ہوا (۱۸۱۴ء)

۱۸ مئی: نپولین فرانس کا بادشاہ بنا (۱۸۰۴ء)

مشہور فلسفی برٹرینڈ رسل کی پیدائش (۱۸۷۲ء)

بی بی سی (برٹش براڈ کاسٹنگ کارپوریشن) کا قیام (۱۹۲۲ء)

۱۹ مئی: قاہرہ کے قریب پی آئی اے کے طیارے کی تباہی سے ۱۲۱ مسافر ہلاک (۱۹۶۵ء)

۲۰ مئی: امریکہ دریافت کرنے والے سیاح کرسٹوفر کولمبس کا انتقال (۱۵۰۶ء)

فلسفی جان اسٹوارٹ کی پیدائش (۱۸۰۶ء)

امریکہ کا پہلا ہائیڈروجن بم "بکنی ایٹول" کے مقام پر گرایا گیا۔ (۱۹۵۶ء)

۲۱ مئی: جزیرہ سینٹ ہیلینا کی دریافت (۱۵۰۲ء)

انگریزی زبان کے مشہور شاعر الیگزینڈر پوپ کی پیدائش (۱۶۸۸ء)

۲۲ مئی: شیر شاہ سوری کی وفات (۱۵۴۵ء)

مشہور کردار "شرلک ہومز" کے خالق آرتھر کونن ڈائل کی پیدائش (۱۹۵۹ء)

وکٹر ہیوگو کا انتقال (۱۸۸۵ء)

۲۳ مئی: شاعر تھامس ہڈ کی پیدائش (۱۸۹۹ء)

رستمِ زماں گاما پہلوان (غلام محمد) کا انتقال (۱۹۶۰ء)

۲۴ مئی: مورس نے اپنے برقی ٹیلیگراف پر پہلا لاسلکی پیغام بھیجا (۱۸۴۴ء)

جرمن بحری جہاز بسمارک کی غرقابی (۱۹۴۱ء)

اردو زبان کے مشہور استاد و ادیب علامہ نیاز فتحپوری کا انتقال (۱۹۶۶ء)

۲۵ مئی: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال (۶۳۲ء)

قاضی نذر الاسلام کی پیدائش (۱۸۹۹ء)

اردن کی آزادی (۱۹۲۳ء)

سوڈان کے جعفر النمیری برسرِ اقتدار آئے (۱۹۶۹ء)

۲۶ مئی: "سلطان القلم" حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا وصال (۱۹۰۸ء)

الیگزینڈر پشکن کی پیدائش (۱۷۹۹ء)

نپولین اٹلی کا بادشاہ بنا (۱۸۰۵ء)

۲۷ مئی: جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا اور حضرت حافظ حکیم مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کو تمام جماعت نے بالاتفاق پہلا خلیفہ منتخب کیا (۱۹۰۸ء)

افغانستان آزاد ہوا (۱۹۱۹ء)

طبّ و صحت

درختوں کے طبّی فوائد

جناب غلام احمد عطاء ناظر زراعت ربوہ

سرس اس کی پتیاں پکا کر کھانا اور اُن کا عرق آنکھ میں ٹپکانا رتوندھی کو مفید ہے اور اس کی چھال جوش دے کر اس سے کلی کرنا مسوڑھوں کو قوت دیتا ہے اور دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اس کے پتوں کو پیس کر پھنسیوں پر لگانا اور خارش میں بدن پر ملنا از حد مفید ہے۔ سرس کے پھولوں کو سونگھنا درد شقیقہ (آدھے سر کے درد) میں مفید ہے۔

سنبل اس کے ڈنٹھل چھیل کر خشک کر لیں اور اسے (مثل صندل کے برادہ کر کے) ہم وزن چینی ملا کر چار۔چھ ماشے چالیس دن تک کھائیں اور ترش اور بادی اشیاء سے پرہیز کریں تو حرارتِ غریزی اور مردانہ قوت کو بڑھاتا ہے جسم کو فربہ کرتا ہے نیز جذام اور فسادِ خون صفراوی میں مفید ہے۔

فالسہ دل معدے اور جگر کی گرمی میں مفید ہے صفراوی دستوں۔ قے۔ ہچکی و تشنگی کو دفع کرتا ہے۔ تپ دق میں سکون پہنچاتا ہے اور ذیابیطس میں بہت نافع ہے۔ اس کا شربت خفقان اور اختلاجِ قلب میں مفید ہے۔

کچنار کچنار کی کلیاں عمدہ غذا ہیں۔ معدے اور آنتوں کو قوت دیتی ہیں۔ دستوں اور پیٹ کے کیڑوں کو باہر نکالتی ہیں۔ جذام اور کنٹھ مالا میں بھی مفید ہیں نیز کھانسی و بواسیر میں بھی مفید ہیں۔

کنیر اس کے پتوں اور شاخوں کو کوٹ کر گرم کر کے باندھنا ورموں کا محلل اور کمر درد یا گھٹنے اور لنگڑی کے درد (عرق النساء) کا دافع ہے۔ درد رحم میں نافع ہے۔ اس کے پتوں کا پانی نکال کر چھڑکنا پسو دیمک اور کھٹمل کا قاتل ہے اس میں زہر ہوتا ہے۔

کھجور کھجوریں مقوی اور کثیر الغذا ہیں۔ صالح خون پیدا کرتی ہیں۔ فالج لقوہ میں مفید ہیں۔ سینے اور پھیپھڑوں سے بلغم صاف کرتی ہیں۔ گردہ اور جگر کو طاقت دیتی ہیں۔

کھرنی اس کا پھل مفرح ہے۔ اعضاء کو قوت دیتا ہے اور سر کی گرانی و بیہوشی کو دفع کرتا ہے۔ مسکن ہے۔ کھانسی اور پیشاب کے زخموں کے لئے سودمند ہے اس کا بیج باریک پیس کر آنکھ میں لگانا آنکھ کی سفیدی اور جالے کو کاٹتا ہے اور مقوی بصر ہے۔

کیلا بدن کو فربہ کرتا ہے سینے اور خشک کھانسی کو فائدہ دیتا ہے دستوں کو روکتا ہے کیلے کی جڑ کا پانی پلانا کرم شکم کا دافع ہے۔

گولر خشک کھانسی، سینے کے درد اور گردے کی بیماری میں مفید ہے اس کے پتوں پھل اور شاخ کو چھیل کر اور جوش دے کر لعوق بنا کر چاٹنا پرانی کھانسی، دمے اور آواز پڑنے کے لئے مجرب ہے گولر کو بھنگوں سمیت کھانا آشوب چشم کی مشہور دوا ہے اس کی لکڑی کی راکھ۔ آتشک کے زخموں کو بھر لاتی ہے

لسوڑا لسوڑے کا پھل منہ میں رکھنا۔ کھانا یا بھگو کر جوش دے کر پینا حلق کے ورم کے لئے مفید ہے۔ آواز صاف کرتا ہے اور خشک کھانسی کے لئے فائدہ مند ہے۔

نیم اس کے پتوں کو پکا کر بھپارہ لینا کان کے درد اور جوڑوں کے درد کے لئے مفید ہے اس کے پتوں کا پانی کان میں ٹپکانا۔ کان کے درد کو آرام دیتا ہے اس کے پتوں کا پکایا ہوا پانی زخموں کو دھونے کے لئے بہترین دوا ہے۔ اس کے جوشاندہ سے کلی کرنا مسوڑھوں کو مضبوط اور گندہ دہنی کو دور کرتا ہے۔ اسی طرح پتوں کو پکا کر بھرتا باندھنا ورم کو تحلیل کرتا اور دو تیل کو پکا کر تیار کرتا ہے۔ نیز کھلے ہوئے زخموں کو بھر لاتا ہے اس کی پتیوں کو لیپ کرنا۔ داد، خارش اور فساد خون کا دافع ہے۔

"مئی" بقیہ صفحہ ۳۴

جمال گرسل نے ترکی کا تختہ الٹ دیا (۱۹۶۰ء)
جواہر لال نہرو کا انتقال (۱۹۶۴ء)
۲۸ مئی: مشہور شاعر تھامس مور پیدا ہوا (۱۷۷۹ء)
چیمبرلین برطانیہ کا وزیر اعظم بنا (۱۹۳۷ء)
سابق شاہ برطانیہ ڈیوک آف ونڈسر کا انتقال (۱۹۷۲ء)
۲۹ مئی: سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ فتح کیا (۱۴۵۳ء)
جنگ سموگڑھ، دارا شکوہ کی شکست (۱۶۵۸ء)
۳۰ مئی: زار روس پیٹر اعظم کی پیدائش (۱۶۷۲ء)
انگریزی زبان کے مشہور شاعر الیگزینڈر پوپ کی وفات (۱۷۴۴ء)
۳۱ مئی: کوئٹہ میں قیامت خیز زلزلے سے ۴۰ ہزار افراد ہلاک ہو گئے (۱۹۳۵ء)

جناب حسن محمد خاں عارف - ربوہ

نیویارک کے بعد کینیڈا روانگی کا پروگرام تھا۔ ٹکٹ تو ہمارا لاہور سے ٹورنٹو تک کا تھا لیکن ہمیں کراچی میں ہی پتہ چل گیا تھا کہ کینیڈین ایرویز کے پائلٹوں (Pilots) نے ہڑتال کر رکھی ہے۔ دراصل کینیڈا میں انگریزی اور فرانسیسی بولی جاتی ہے۔ ہر دو سرکاری زبانیں بھی ہیں۔ اس لئے وہاں کے پائلٹوں اور دوسرے عملہ کو دونوں زبانیں لازمی طور پر سیکھنی پڑتی ہیں۔ انگریزی بولنے والے سٹاف نے ہڑتال کا نوٹس دے دیا کہ ہم دو زبانیں نہیں سیکھ سکتے۔ آخر ہڑتال کر دی جو کئی دن جاری رہی۔

شومئی قسمت کہ انہی دنوں نیویارک میں ہمارا ورود ہوا اور بجائے ہوائی جہاز کے ہمیں نیویارک سے بذریعہ موٹر تقریباً ساڑھے چھ سو میل طے کر کے ٹورنٹو جانا پڑا۔

ہم نیویارک ایئرپورٹ کے برآمدے سے گزر رہے تھے۔ صاف ستھرے رنگ و روغن۔ نہایت اعلیٰ شیشے کے دروازے، شیشے کی کھڑکیاں۔ الغرض نہایت خوبصورت عمارت تھی۔ ہمارے لئے بہت دلچسپ اور باعث کشش چیز اس عمارت کی روشنی تھی۔ ہر کرہ درجنوں بلبوں سے جگمگا رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ لوگ اس کے بجلی کے بل سے بے نیاز تھے۔ بجلی دھڑا دھڑ جل رہی تھی۔ برآمدے سے باہر نکلے تو سڑک پر روشنی کا گویا سیلاب اُمڈ آیا تھا۔ اب میرا سوٹ کیس میرے بچوں کے کندھوں پر تھا اور ہم مزے مزے سے نظارہ کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ ایک سڑک پار کی دوسری پھر تیسری یہاں تک کہ پارکنگ لاٹ آ گیا۔ صرف اسی جگہ موٹر کھڑی کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ جہاں اجازت نہ ہو اور موٹر کھڑی کر دی جائے تو پولیس جرمانہ لئے بغیر نہ چھوڑے گی۔ اس پارکنگ لاٹ کو کیا کہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بہت بڑا میلا لگا ہوا ہے۔ ہزاروں نہیں تو سینکڑوں موٹریں ضرور ہوں گی۔ یہاں تک کہ مجھے محسوس ہوا کہ شاید ہمارے بچے اپنی موٹر بھی نہ پہچان سکیں لیکن اپنی چیز کون چھوڑتا ہے۔ جھٹ سے اپنی کار کے پاس مجھے لے کر پہنچ گئے۔ میں نے دیکھا کہ ایک نہایت اعلیٰ بڑی مونگیا رنگ کی کار کھڑی ہے۔ دروازہ کھولا اور اب میں "اپنی" موٹر میں بیٹھ گیا۔ اور خدا کا شکر ادا کرنے لگا۔ میں پاکستان میں ہی تھا کہ مجھے خطوط سے پتہ چل چکا تھا کہ ہمارے بچوں نے Plymouth کمپنی کی Thunderbolt آٹھ سلنڈر کی کار خریدی ہے اس لئے اس تفصیل کے پوچھنے

کی ضرورت تو محسوس نہ ہوئی لیکن جب فرید نے موٹر سٹارٹ
کی تو کچھ تعجب سا ہوا کہ یہ لڑکا موٹر کیسے چلا رہا ہے۔ گیئر
بدلتا ہی نہیں۔ چند سیکنڈ کے بعد ہم گیٹ پر آئے تو موٹر
روکنی پڑی۔ گیٹ کیپر کو کچھ رقم دی اور آگے چل پڑے۔ میں
نے پوچھا یہ کیا؟ تو معلوم ہوا کہ پارکنگ فیس ہے۔ میں
نے کہا۔ "کتنی"؟ تو جواب ملا۔ "صرف ایک ڈالر"۔

یہاں ایئرپورٹ پر موٹر کھڑی کرنے کا گھنٹوں کے
حساب سے کرایہ لیتے ہیں جب ہم پارکنگ لاٹ سے باہر
کچھ دور نکل گئے تو میں نے پوچھا کہ بھئی گیئر کیوں نہیں بدلتے
تو دونوں بیٹے اپنے باپ کی کم علمی پر مسکرا دیئے۔ کہنے
لگے "یہ کار "پاور" (Power) سے چلتی ہے" میں نے
کہا "پاور سے چلتی ہوگی مگر گیئر تو بدلنا چاہیئے"۔ انہوں
نے بتایا کہ یہ "آٹومیٹک" ہے۔ اب گیئر بدلنے والی سب کاریں
دوسرے ملکوں کو بھجوا دی جاتی ہیں۔ اس کار کا سٹیئرنگ
وہیل اتنا ہلکا ہے کہ اگر میں چاہوں تو صرف ایک انگلی
سے کنٹرول کر سکتا ہوں۔" یہ میری حیرانیوں کی ابتداء تھی۔

ہم اب کچھ ایسی آباد سڑکوں پر سے نہیں گزر رہے تھے
علاوہ ازیں رات کے گیارہ بج چکے تھے اس لئے کچھ زیادہ
گہما گہمی نہ تھی ویسے بھی سنا تھا کہ نیویارک میں لوگ
سر شام اپنے گھروں میں چلے جاتے ہیں۔ رات کو قدرتی نظارے
تو بہت کم دیکھنے میں آئے صرف روشنیاں سی نظر آ رہی
تھیں۔ اتنے میں ایک پل آ گیا۔ وہاں کار کھڑی کی اور پل
پر سے گزرنے کے لئے پیسے دینے پڑے۔ ایک اور پل سے
گزر کر ہم شہر سے باہر آ گئے اور "فل سپیڈ" پر سفر
شروع کر دیا۔ ہمیں تقریباً ساڑھے چھ سو میل کا سفر کرنا
تھا۔ خیال تھا کہ کل شام گھر پہنچیں گے لیکن اعلیٰ سڑکوں کی
وجہ سے صبح دس بجے ہم ٹورنٹو پہنچ گئے۔

بڑے بیٹے جاوید سے میں چھ برس بعد ملا تھا اور
چھوٹے فرید سے تقریباً چھ ماہ بعد کیونکہ وہ گزشتہ جلسہ سالانہ
کے موقع پر ربوہ آ کر مل چکا تھا۔ اب جو باتیں شروع ہوئیں
تو ختم ہونے کا نام نہ لیتی تھیں۔ کچھ گھر کے قصے کچھ باہر کے
شادی بیاہ، پیدائش، صحت، دوستی۔ یاری۔ رشتہ داری
سیاسیات، اقتصادیات، تعلیم۔ ماں بہنیں بھائی، غرض کیا
کچھ موضوع زیر بحث نہیں آئے۔ ہر چیز پر خوب گرما گرم بحث
ہوئی۔ میں مسلسل تیس ۳۰ گھنٹے سے جاگ رہا تھا خاصا
تھکا ہوا تھا لیکن بچوں سے مل کر سب تھکان دور ہو گئی تھی
اور ساری رات یونہی باتوں میں کٹ گئی۔

راستے میں ہر چند میل کے فاصلے پر چھوٹی یا بڑی آبادی آجاتی اور پھر وہی روشنیاں شروع ہو جاتیں۔ سفر کٹتا گیا۔ فرید کہنے لگا: "گیس لے لیں ختم ہو رہی ہے۔" اب تو میں چکرایا کہ یہ موٹر گیس سے چلتی ہے۔ میں نے کہا: "کیا یہ موٹر پٹرول سے نہیں چلاتے؟" کہنے لگے "ابو جان یہاں پٹرول کو گیس کہتے ہیں۔" پٹرول سٹیشن سے گیس اور کچھ کھانے پینے کا سامان لے لیا۔ اب ہم کینیڈا کی سرحد کے قریب پہنچ رہے تھے اس لئے میرے بچوں نے پوچھا کہ میرے پاس کسٹم کے لئے کوئی قابل اعتراض چیز تو نہیں ہے؟ میں نے کہا "کوئی نہیں ہے میں نیویارک میں تو تحفہ دے آیا ہوں۔" کہنے لگے پھر بھی سب بیگ دکھا دیں مبادا سرحد پر پریشانی ہو۔

بیگ کھلنے پر دو چیزیں سخت قابل اعتراض نکلیں ایک برفی کا ڈبہ۔ دوسرا ڈھائی تولے مہندی جو میں اپنی مختصر سی داڑھی کے سنگھار کے لئے لے کر چلا تھا۔

چھوٹے خان صاحب نے کسٹم آفیسر کے انداز میں کہا کہ "یہ گاربیج ڈرم میں پھینک دیں۔ سخت قابل اعتراض ہیں۔" (کوڑے کرکٹ کے ٹین کو یہاں گاربیج ڈرم کہا جاتا ہے)

میں ہنس پڑا اور نہایت اعتماد سے بولا "یہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہو گا۔ یہ دونوں چیزیں میرے ساتھ کینیڈا جائیں گی۔"

اب تو دونوں بڑے سٹپٹائے۔ "نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن" کہنے لگے۔ "اچھا تو برفی ابھی کھا لیں۔" میں نے کہا۔ "کھا سکو تو کھا لو۔ لیکن پھینکنے نہیں دوں گا۔" اب بھلا اتنی برفی کون کھائے۔ خیر آدھ پاؤ تو کھا ہی لی باقی تین پاؤ بیوی نے بڑی احتیاط سے ڈبہ میں بند کر کے رکھ دی لیکن ڈھائی تولے مہندی کی شیشی چھوٹے صاحب کسی طرح میری آنکھ بچا کر کھسکا لے گئے اور گاربیج ڈرم میں پھینک دی۔ یہ بات مجھے سرحد پر پہنچ کر پتہ چلی۔

خیر! آٹھ بجے کے قریب ہم نے ایک دریا پر بہت بڑا پل عبور کیا۔ یہ دریائے نیاگرا ہے۔ اس مقام پر یہ دریا تین چار آبشاریں بناتا ہے دو بہت بڑی ہیں اور دو چھوٹی چھوٹی ہیں۔ ان آبشاروں کو دیکھنے کے لئے دنیا کے کونے کونے سے لوگ یہاں آتے ہیں۔ یہ کینیڈا اور امریکہ کی سرحد ہے۔ پل عبور کر کے ہم کینیڈا میں داخل ہو چکے تھے اور وہاں امیگریشن کا دفتر تھا جہاں ہم اپنا ویزا لینے کے لئے چلے گئے۔ سامنے میز پر ایک میم صاحب بیٹھی تھیں۔ انھوں نے ہمارا پاسپورٹ لے لیا اور بڑے غور سے ہمیں اور پاسپورٹ کو دیکھا۔ مجھ سے پوچھا کیا آپ پاکستان سے آئے ہیں؟" میں نے عرض کیا۔ "جی ہاں!" اس کے بعد انھوں نے مجھ سے پاکستان کے متعلق بہت سے سوالات پوچھے۔ مثلاً پاکستان میں کتنے صوبے ہیں کیا آج کل سردی ہے یا گرمی ہے۔ سردی زیادہ ہوتی ہے یا گرمی؟ میں پاکستان کے کس علاقہ میں رہتا ہوں؟ کیا کام کرتا ہوں؟ کتنے عرصے سے یہ کام کرتا ہوں؟ کیا میں اپنے مذہب کا "پادری" ہوں؟ کینیڈا میں کہاں قیام کروں گا؟ وغیرہ۔

اس پر میں نے جواب دیا کہ اپنے بیٹوں کے پاس جو میرے ساتھ ہیں۔ ان کے نام پوچھے اور ان کے پاسپورٹ بھی دیکھے اور جب معلوم ہوا کہ وہ Landed Im- migrants ہیں تو اسی وقت انھیں واپس کر دیئے۔ پھر انھوں نے پوچھا۔ "کتنا عرصہ قیام کا ارادہ ہے؟" تو میں نے عرض کیا کہ "میرا ٹکٹ صرف چار ماہ رہنے کی اجازت

دینا ہے۔ تو اس خاتون نے کہا کہ "کیا میں آپ کو ۶ ماہ کا ویزا دے دوں؟" میں نے کہا "بڑی عنایت ہوگی۔" اس پر اس نے مجھے ۶ ماہ کے ویزا کے کاغذات تیار کر دیئے اور مجھ سے دستخط کروا کر کاغذات میرے حوالے کر دیئے۔ اور الوداعی طور پر کہا کہ "آپ ہمارا ملک دیکھیں۔ سیر کریں! بہت خوبصورت ملک ہے۔ امید ہے کہ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ اگر آپ چھ ماہ سے زائد عرصہ رہنا چاہیں تو ٹورنٹو شہر میں ہمارے چار دفاتر ہیں ان میں سے کسی بھی دفتر میں چلے جائیں۔ وہاں اس ویزا میں توسیع ہو سکے گی ورنہ یہاں تشریف لے آئیں اور آبشار نیاگرا کی سیر بھی کریں اور ہم آپ کے ویزا میں توسیع بھی کر دیں گے۔"

اس کے بعد ہم کسٹم پہنچے تو وہاں ایک بابا جی بیٹھے ہم سے کاغذات لے کر دیکھنے تو فرمانے لگے۔ "اچھا آپ پاکستان سے آ رہے ہیں؟" میں نے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہمارا ملک دیکھا ہے۔" کہنے لگے "پاکستان تو نہیں۔ البتہ ہندوستان دیکھا ہے۔ جنگِ عظیم دوم میں میں وہاں تھا۔" میں نے جھٹ سوال کیا۔ "کیا آپ کلکتہ میں تھے؟" بڑے میاں بڑے حیران ہوئے۔ کہنے لگے۔ "آپ کو کیسے پتہ چلا؟" میں نے کہا کہ "جنگِ عظیم میں کینیڈین ائیر فورس کلکتہ میں متعین تھی۔ اور جنگ کے ایام میں خاکسار بھی کلکتہ میں تھا۔" پھر تو بڑے میاں بہت خوش ہوئے اور کلکتہ کی باتیں شروع کر دیں۔ ہم بھی ۲۵ سال پرانی یاد تازہ سے بہت محظوظ ہوئے۔ آخر میں نے عرض کیا۔ "جناب ہمارا بکس تو دیکھ لیں!" کہنے لگے "اگر کوئی قابلِ اعتراض چیز ہے تو خود ہی بتا دیں۔" میں نے کہا کہ "سنا ہے ہمارے ملک کی مٹھائی آپ کے ملک میں قابلِ اعتراض ہے۔" وہ "اگر چاہیں تو رکھ لیں اور چاہیں تو کھا لیں۔" جب انہیں برفی دکھائی تو ہنس پڑے اور ہمیں اجازت دے دی۔ جب ہم مہندی دکھانے لگے تو بڑے میاں کہنے لگے کہ وہ تو ہم نے چیک کی ہوئی تھی تو میں نے بڑے میاں سے کہا کہ "لیجئے صاحب یہ ڈھائی تولے مہندی قابلِ اعتراض چیز تھی جو ہم امریکہ میں ہی پھینک آئے ہیں۔"

الغرض یہاں سے خلاصی ہوئی اور ہم چل دیئے۔ چند منٹ کھڑے ہو کر میں نے آبشار کا نظارہ کیا۔ تھکے ہوئے بہت تھے اس لئے زیادہ دیر قیام نہیں کیا اور چل پڑے۔ ٹورنٹو اب ۹۰ میل کے قریب رہ گیا تھا۔ کینیڈا کا علاقہ بھی بالکل امریکہ جیسا تھا کوئی خاص فرق نہ تھا۔ سڑک البتہ بارہ میں عجیب بات یہ تھی کہ اگر کوئی سڑک ہماری سڑک کو کاٹتی تھی تو وہ ایک پُل کے ذریعے کاٹتی تھی جو سڑک کے اوپر بنا ہوا ہوتا تھا۔ اس طرح ہمیں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی تھی اور ہم نیاگرا سے چل کر بغیر کسی روک کے ٹورنٹو تک آ گئے اور ہمیں ایک منٹ کے لئے بھی رکنا نہیں پڑا۔

ٹورنٹو بہت بڑا شہر ہے۔ بائیس لاکھ کی آبادی ہے۔ یہ شہر جھیل اونٹیریو کے کنارے واقع ہے جو تین سو میل سے بھی زیادہ لمبی ہے۔ کینیڈا کا غالباً سب سے بڑا شہر ہے۔ یہ شہر صوبہ اونٹیریو کا دارالخلافہ ہے اس کے بہت سے مضافات ہیں۔ جب نیاگرا سے ٹورنٹو میں داخل ہوں تو پہلے مسی ساگا آتا ہے اس کے بعد ولسٹن شروع ہو جاتا ہے۔ ہم تقریباً دس بجے صبح ولسٹن پہنچ گئے۔ یہیں ہمارا گھر تھا۔ گھر کیا تھا۔ اکیس منزلہ دیو قامت بلڈنگ تھی جس میں ۲۶۰ فلیٹ تھے سولہویں منزل پر ایک فلیٹ ہمارا مکان تھا جو ندیم کرنل کا فلیٹ تھا۔

(باقی صفحہ ۴۸ پر)

شعب ابی طالب

خدام کے سالانہ مقالہ مضمون نویسی کے سلسلہ میں ذیل عناوین شائع کئے جا رہے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ خدام کو ان عناوین سے استفادہ کرتے ہوئے اس مقالہ میں شامل ہونا چاہیئے۔ قائدین کرام سے اس سلسلہ میں تعاون کی درخواست ہے۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

(۱) شعب ابی طالب میں محاصرہ کا پس منظر: اس عنوان کے تحت مختصراً بعثت نبوی اور علی الاعلان تبلیغ، اسلام کی حالت، کفار کی مخالفت اور ایذا دہی کے مختلف منصوبوں کا ذکر آئے گا۔

(۲) شعب ابی طالب کا محل وقوع: جغرافیائی لحاظ سے جگہ کی تعیین، علاقہ میں محل وقوع، وجہ تسمیہ اور زمین کی نوعیت وغیرہ۔

(۳) شعب ابی طالب میں محصور کرنے کا فیصلہ: تحریری عہدنامہ اور اس کی تکمیل کے سلسلہ میں کئے گئے اقدامات کا ذکر

(۴) شعب ابی طالب جذبہ ایثار و قربانی کی بہترین نمونہ گاہ:-

(الف) صبر و استقلال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم اور بے پایاں اور قابل تقلید اسوہ، اولوالعزمی، صبر و ضبط، زریں ہدایات، صحابہ کے لئے نمونہ، استقلال اور دینی حمیت کا حسین پیرایہ میں اظہار

(ب) صحابہ کے صبر و استقلال کے واقعات اور ایثار و قربانی کی ایمان افروز داستان

(ج) دوران محاصرہ شرفاء قریش کا رویہ۔

(۵) کفار کے عہدنامہ کا انجام، کتنے عرصہ کے بعد ظہور میں آیا؟ معاہدہ کے بقیہ الفاظ اور اسلام کے مستقبل سے ان کا تعلق۔

(۶) الٰہی جماعتوں پر دور ابتلاء کا مقصد اور ان کا رد عمل

(۷) ابتلاء کا دور، ترقیات کا ضامن:- ان ابتلاؤں کے نتیجہ میں مسلمان کو عظیم الشان فتوحات اور ترقیات سے نوازا گیا؟ اور اسلام کے ذریعہ ایک عظیم الشان روحانی انقلاب بپا ہوا۔

○

"خالد" سے متعلق اپنی رائے سے آگاہ فرمائیں۔ (مدیر)

بقیہ اداریہ صہ۲

خوش بخت ہے وہ انسان جو ان فتنوں سے اجتناب کرتا ہے۔"

اور یہی جماعت احمدیہ کا مسلک ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

"امن کے ساتھ رہو فتنوں سے حصہ مت لو
باعثِ فکر و پریشانیٔ حکام نہ ہو"

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ——— ان فتنوں کے شر سے وہی شخص محفوظ رہے گا جس نے اخلاص اور اضطراب کے ساتھ دعا کی ——— اس ارشادِ رسول ؐ پر بھی جماعت احمدیہ کو من حیث الجماعت عمل کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ حال ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جماعت کو ملکی حالات اور استحکام پاکستان کے لئے دعا کی تحریک فرما چکے ہیں۔ امام وقت اور جماعت کو دعاؤں کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری یہ دعائیں ملک و قوم کے حق میں قبول فرمائے۔ آمین!

ہمیں دنیوی جاہ و عزت کی خاطر ان ہنگاموں سے غرض ہے نہ دولت و حکومت کے لئے ان سے کوئی سروکار۔ بلکہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تعلیم مشعلِ راہ ہے ؎

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار"

محترم عبدالرزاق صاحب

آپ ۱۹۶۶ء میں پہلی بار مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مہتمم صحت جسمانی مقرر ہوئے اور ۷۵-۱۹۷۴ء تک متواتر ۹ سال آپ کو مجلس کے مختلف شعبوں میں خدمات سرانجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ چنانچہ آپ

۶۷-۱۹۶۶ء تا ۷۰-۱۹۶۹ء	مہتمم صحت جسمانی
۷۱-۱۹۷۰ء تا ۷۲-۱۹۷۱ء	" صنعت و تجارت
۷۳-۱۹۷۲ء	" وقار عمل
۷۴-۱۹۷۳ء	" تجنید
۷۵-۱۹۷۴ء	" صحت جسمانی

کی حیثیت سے خدمات بجا لاتے رہے۔

آل پاکستان طاہر کبڈی ٹورنامنٹ میں دو دفعہ بطور صدر اور نائب صدر کام کیا۔

آپ نہایت ذمہ داری اور محنت سے مفوضہ فرائض سرانجام دیتے رہے آپ یکم جنوری ۱۹۷۶ء سے مجلس انصاراللہ میں شامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے اور آئندہ مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

محترم چوہدری منور احمد صاحب خالد

آپ کوٹ احمدیاں ضلع حیدرآباد سے تعلق رکھتے ہیں اور مختلف اوقات میں کوٹ احمدیاں، نبی سر روڈ اور نور نگر کے قائد رہے۔

۷۲-۱۹۷۱ء میں قیادت ضلع تھرپارکر کی اہم ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی جسے آپ نے ۷۳-۱۹۷۲ء تک نہایت عمدگی سے نبھایا۔ اسی دوران میں ضلع تھرپارکر مقابلہ اجتماع میں پہلے سال سوم اور دوسرے سال دوم رہا۔ سال ۷۴-۱۹۷۳ء میں قائد علاقہ و ضلع حیدرآباد مقرر ہوئے۔

۱۹۷۴ء میں آپ مرکز سلسلہ احمدیہ ربوہ میں منتقل ہوئے تو سال ۷۵-۱۹۷۴ء میں بطور نائب معتمد مرکزیہ خدمت سرانجام دی اور سال ۷۶-۱۹۷۵ء میں مہتمم وقار عمل کے فرائض سرانجام دیئے۔ یکم جنوری ۱۹۷۷ء کو آپ مجلس انصاراللہ میں شامل ہو گئے ہیں۔

آپ بہت محنت اور لگن سے اپنی ذمہ داریاں بجا لاتے رہے۔ سہ ماہی میں مثالی وقار عمل منانے کا پروگرام آپ کے اہتمام میں جاری کیا گیا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ تحریک گھوڑ سواری کی تعمیل میں مارچ ۱۹۷۳ء میں تھرپارکر (سندھ) سے گھوڑ سواروں کے ایک وفد کی قیادت کرتے ہوئے مرکز سلسلہ احمدیہ ربوہ آئے اور اسی طرح سات صد میل کا طویل سفر گھوڑوں پر طے کیا۔ اسی طرح اجتماع ۱۹۷۳ء کے موقع پر حضور انور کی تحریک سائیکل سواروں پر لبیک کہنے کی سعادت حاصل

سوئی اور تھرپارکر سے ربوہ تک سائیکلوں پر سفر کیا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبولیت کے شرف سے نوازے اور آئندہ پہلے سے بڑھ کر خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

محترم ملک منور احمد صاحب جاوید

آپ ۱۹۶۰ء میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ مغلپورہ مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں نائب قائد ضلع اور ۱۹۶۸ء میں بطور قائد ضلع لاہور تقرر ہوا۔ قیادت ضلع کے اہم فرائض آپ نے ۱۹۶۸ء تا سال ۱۹۷۵-۷۶ء سرانجام دیئے۔ قیادت ضلع کے ساتھ قیادت علاقہ لاہور کا کام بھی آپ کے سپرد رہا۔ آپ نے قیادت کے فرائض سرانجام دینے کے لئے مسلسل اور لگاتار کوشش فرمائی نیز ضلع و علاقہ کی بہت سی مجالس کے تفصیلی دورے کئے اور نہایت عمدہ کام کیا۔

آپ کے عرصہ قیادت میں ضلع لاہور نے مقابلہ اضلاع میں دو دفعہ اول آنے پر انعامی شیلڈ حاصل کی۔ رسالہ "خالد" اور رسالہ "تشحیذ الاذہان" کو آپ کی خصوصی معاونت حاصل رہی۔ وقف جدید دفتر اطفال میں آپ نے گزشتہ سال بہت نمایاں کام کیا اور بفضلہ تعالیٰ ایک ہفتہ میں ۱۸,۲۲۷ روپیہ کی خطیر رقم وصول فرمائی۔ آپ یکم جنوری ۱۹۷۷ء سے مجلس انصار اللہ میں شامل ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبولیت سے نوازے اور آئندہ بھی زیادہ سے زیادہ مقبول خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خاکسار: معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

فاستبقوا الخیرات

لانڈھی کورنگی

مجلس خدام الاحمدیہ لانڈھی کورنگی کے زیر اہتمام ۱۳ فروری ۱۹۷۷ء کو یک روزہ اجتماع منعقد ہوا جس کا افتتاح ٹھیک نو بجے صبح مکرم میاں بشیر احمد صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ نے فرمایا۔ تربیتی خطبات کے علاوہ پیغام رسانی، حسن قرأت، نظم خوانی، اذان، دوڑ، اونچی لمبی چھلانگ، آہستہ سائیکل چلانا، فٹ بال، کلائی پکڑنا اور رسہ کشی کے مقابلے بھی ہوئے آخر میں مکرم مولانا محمد عثمان صاحب چینی مربی سلسلہ احمدیہ نے اعزاز حاصل کرنے والے خدام و اطفال میں انعامات تقسیم فرمائے حاضری سو فیصد رہی۔

اس کے علاوہ ۵ مارچ ۱۹۷۷ء کو نماز مغرب کے بعد جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم و المصلح الموعود رضی اللہ عنہ منعقد ہوا جس میں مولانا عبد الغنی صاحب مربی سلسلہ مولانا محمد عثمان چینی صاحب مربی سلسلہ اور جماعتی عہدیداران نے خطاب فرمایا۔

ملتان

۲۵ فروری ۱۹۷۷ء کو مجلس ضلع ملتان نے ایک اجتماع منعقد کیا۔ جس میں گیارہ مجالس کے کل اسی خدام نے شرکت کی۔ پہلا اجلاس صبح ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک ہوا دوسرا اجلاس بعد نماز جمعہ شروع ہو کر ۴ بجے تک جاری رہا۔ اس اجتماع میں مولانا عبد المالک خان صاحب، مولانا غلام باری صاحب سیف، مولانا محمد شفیع صاحب اشرف اور محترم مرزا محمد الدین صاحب ناز نے خطاب فرمایا آخر میں سوال و جواب کا دلچسپ پروگرام بھی نصف گھنٹہ کے لئے ہوا

مجلس ملتان شہر کے زیر انتظام ۶ جنوری کو اجتماعی وقار عمل ہوا جس میں ۳۱ خدام و اطفال نے مل کر ۵ فٹ اونچی، ۹ انچ چوڑی، ۸ فٹ لمبی دیوار مسجد کے بیت الخلاء کے لئے تعمیر کی۔ اسی طرح مسجد گلگشت کی صفائی بھی کی گئی۔

اسی طرح ملتان شہر میں اشاعت کے سلسلہ میں جنوری تا مارچ ۱۹۷۷ء تک ماہنامہ خالد کے ۲۹ اور تشحیذ الاذہان کے ۱۵ نئے خریدار بنائے گئے نئے خریداروں کا چندہ مبلغ ۔/۱۴۴ روپے بھجوا دیا گیا۔

دار الفضل لائلپور

مورخہ ۲۳ مارچ کو مجلس خدام الاحمدیہ دار الفضل

لائیپور نے یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد کیا۔ نماز تہجد میں ملک کی سلامتی اور استحکام اور جماعتی ترقی کے لئے دعائیں کی گئیں۔ نماز فجر کے بعد حلقہ غلام محمد آباد میں ۶۲ خدام، ۷ انصار اور ۱۵ اطفال نے مل کر وقار عمل کے ذریعہ ۵۰ فٹ لمبی ۸ فٹ چوڑی سڑک تعمیر کی۔ نیز ایک گراؤنڈ کو ہموار بھی کیا گیا۔ نماز مغرب کے بعد جلسہ یوم مسیح موعودؑ نائب امیر صاحب جماعت کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس کا ڈیڑھ گھنٹے کی کارروائی کے دوران متعدد بزرگ علماء نے تقاریر کیں۔

● سانگھڑ

ماہ جنوری میں ایک مثالی وقار عمل منعقد ہوا جس کے دوران مسجد احمدیہ کی اندرونی صفائی کے علاوہ بیرونی ماحول کی صفائی نیز زمین کو ہموار کیا گیا۔

● گوٹھ مولوی عبد السلام عمر ضلع خیرپور

مورخہ ۱۸ فروری کو مجلس ہذا کے زیر انتظام بعد نماز عشاء جلسہ پیشگوئی مصلح موعودؓ منعقد ہوا جس میں تلاوت قرآن پاک و نظم کے بعد "پیشگوئی مصلح موعودؓ کے الہامی الفاظ"، "پیشگوئی مصلح موعودؓ کے حقیقی مصداق" اور "اس کا نزول جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا" کے عناوین پر تقاریر ہوئیں۔

● ماڈل ٹاؤن لاہور

مورخہ ۲۲ مارچ کو صبح ۸½ سے ۱۱½ بجے تک مسجد احمدیہ ماڈل ٹاؤن میں مجلس ہذا کے خدام نے اجتماعی وقار عمل کیا۔ اس دوران مسجد کے ہال اور صحن اور دفتر خدام الاحمدیہ کی صفائی کی گئی نیز مسجد کی ایک ۲۰×۵ دیوار تعمیر کی گئی۔ جملہ کام کے اختتام پر مکرم آغا سیف اللہ خان صاحب مربی سلسلہ نے دعا کرائی اور پروگرام ختم ہوا۔

● کنری ضلع تھرپارکر

مورخہ ۶ مارچ کو بعد نماز مغرب جلسہ سیرۃ النبیؐ، ۲۳ مارچ کو جلسہ یوم مسیح موعودؑ اور ۸ اپریل کو جلسہ یوم الدین مجلس ہذا کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ ۸ اپریل کو ایک شاندار وقار عمل کا بھی اہتمام کیا۔ تمام تقاریب نہایت درجہ کامیاب رہیں ہے۔

جائزہ کارگزاری مجالس

سو فیصدی مجالس میں انتخاب قائدین برائے ۷۷-۱۹۷۵ء کرانے والے اضلاع:

پشاور، مردان، ہزارہ۔ بنوں، ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ میانوالی۔ راولپنڈی، جہلم، گجرات، سرگودھا۔ لائلپور، جھنگ، لاہور، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، بہاولپور، خیرپور، سکھر، لاڑکانہ، سانگھڑ، تھرپارکر، کراچی، میرپور (آزاد کشمیر)

تمام مجالس میں سو فیصدی مجلس عاملہ ۷۷-۱۹۷۶ء مقرر کرنے والے اضلاع:

پشاور، ہزارہ، جھنگ، خیرپور، کراچی،

سو فیصدی مجالس کی فہرست ہائے تجنید ۷۷-۱۹۷۶ء ارسال کرنے والے اضلاع:

ہزارہ، ڈیرہ اسمٰعیل خان، جھنگ، سکھر، حیدر آباد، خیرپور، کراچی، کوئٹہ۔

تمام مجالس خدام و اطفال کے سو فیصدی بجٹ بھجوانے والے اضلاع:

پشاور، ہزارہ۔ کوہاٹ، جھنگ، دادو،

سو فیصدی بجٹ ادا کرنے والی مجالس:

کوٹلی افغاناں (ضلع گجرات)، جوڑہ (ضلع لاہور) ترسکہ سیاں (ضلع سیالکوٹ، چک پٹھان ضلع گوجرانوالہ) کوٹ تارڑ (ضلع گوجرانوالہ) سکھے کی (ضلع گوجرانوالہ) جھنگ شہر، شورکوٹ (ضلع جھنگ ۲۹۷ ج ب، (ضلع جھنگ) چاہ کوڑے والا (ضلع جھنگ) ۳۳ ج ب (ضلع لائلپور) ۸۹ ج ب (ضلع لائلپور) گوٹھ علی محمد (ضلع خیرپور) گوٹھ فتح دین، گوٹھ فضل دین، گوٹھ امام بخش (ضلع نواب شاہ۔ قمر آباد (ضلع نواب شاہ) مورو (ضلع نواب شاہ) ۳۱ وڈھ سکنڈ (ضلع نواب شاہ) دریا خان مری۔ (ضلع نواب شاہ، دوڑ (ضلع نواب شاہ) گوٹھ حاجی رسول بخش (ضلع نواب شاہ) محراب پور (ضلع نواب شاہ) بھریا روڈ (ضلع نوابشاہ) گوٹھ عطا محمد (ضلع حیدر آباد) نواز آباد فارم (ضلع تھرپارکر) نصرت آباد۔ (ضلع تھرپارکر)۔ کورنگی ٹاؤن کراچی، سوسائٹی کراچی۔

سالانہ امتحانات مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۔ خدام کے سالانہ مرکزی امتحانات امسال ۳ جون یا ۵ جون بروز جمعہ یا اتوار منعقد ہونگے انشاء اللہ العزیز۔ قائدین مطلوبہ پرچوں کی تعداد سے فوری طور پر مطلع فرمائیں اور سب خدام کو شامل فرمائیں۔ (مہتمم تعلیم)

کینیڈا کی سیر (بقیہ صفحہ ۴۰)

فرید نے اپنی بلڈنگ میں داخل ہونے سے پہلے قریباً دس گز والے ایک ستون میں ایک چابی گھمائی تو سامنے ایک دروازہ خود بخود کھل گیا اور ہم کار سے کر اندر داخل ہو گئے۔ بعد میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ "کھل جا سم سم" ہی ہوا نا! جہاں ہم داخل ہوئے یہ بلڈنگ کا گیراج تھا۔ چونکہ اتوار کا دن تھا اور چھٹی تھی۔ اس لئے اس میں بیسیوں کاریں کھڑی تھیں۔ اتنا بڑا مسقف گیراج شاید میں نے پہلی مرتبہ اپنی زندگی میں دیکھا تھا۔

(باقی آئندہ)

○

فہرست

(باقی پہلے کالم میں) *

○

پبلشر: محمد شفیق قیصر، پرنٹر: سید عبدالحی، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد ایوان محمود ربوہ

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Shezan
Peach Jam
HOT KETCHUP
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ

MONTHLY **KHALID** RABWAH

HIJRAT 1356 H.S. —— MAY, 1977 —— Regd. No. L 5830

Editor : H. M. AHMAD

Title Printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.